ھو بیڑی سنڈھی
سرائیکی کلام
انتخاب
از
اسلم رسولپوری

532

منتخب سرائیکی کلام

بیدلؔ سندھی

ترتیب

محمد اسلم رسولپوری

بزمِ ثقافت ۴۳ مائی مہربان محلہ چوک فوارہ
ملتان

جملہ حقوق محفوظ

بار اوّل	اگست ۱۹۷۸ء
تعداد	۵۰۰
ناشر	"بزمِ ثقافت" ۴ ہاتی مہربان چوک فوارہ ملتان
کتابت	اعجازِ قلم ڈیرہ غازیخان (کاتبِ سرائیکی)
قیمت	۱۵ روپے
صفحات	۱۷۴
سلسلہ مطبوعات نمبر	۱۷

صغیر بیگ فیض سیکرٹری "بزمِ ثقافت ملتان" نے نیو اسلامی آرٹ پریس
قدیر آباد گلی ۱۰ ملتان سے طبع کروایا۔

اپنے مرحوم بیٹے محمدّ ادریس خان کے نام

بیدلؔ آکھے تیڈے باجھوں
ساڈا رُوح نماݨاں

محمدّ اسلم رسُولپوری

فہرست

۱۔	پیش لفظ	۷
	حصّہ اوّل	
۲۔	بیدل کے حالاتِ زندگی	۱۳
۳۔	بیدل کی شاعری کا سرسری مطالعہ	۲۰
۴۔	بیدل کی سرائیکی شاعری کا تنقیدی جائزہ	۲۸
	حصّہ دوم	
۵۔	ڈوہڑے	۳۴
۶۔	کافیاں	۳۹
۷۔	سی حرفیاں	۱۱۲
	کلام بیکس	
۸۔	ڈوہڑے	۱۲۷
۹۔	کافیاں	۱۳۱
۱۰۔	فرہنگ	۱۴۳
۱۱۔	اشاریہ	۱۵۷
۱۲۔	کتابیات	۱۶۳

پیش لفظ

بزم ثقافت ملتان نے سندھ کے عظیم سرائیکی شعرا کے کلام کو اردو سرائیکی رسم الخط میں پیش کرنے کا بیڑہ ۱۹۸۶ء سے اٹھایا ہوا ہے۔ اس سلسلہ میں ابتدا حضرت سچل سرمست علیہ الرحمۃ کے سرائیکی کلام کے انتخاب سے کی گئی جسے بے حد قبولیت عامہ حاصل ہوئی ہے۔ اس سلسلہ کی دوسری پیشکش موجودہ انتخاب سرائیکی کلام بیدل سندھی ہے۔ جس میں بیدل سندھی کے فرزند بے کس کا کلام بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اس انتخاب کو سرائیکی کے ممتاز دانشور محمد اسلم رسولپوری نے اپنی پہلی پیش کش کی طرح بڑی عرق ریزی سے مرتب کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ انشاءاللہ یہ انتخاب بھی بے حد پسند کیا جائے گا۔ اس دفعہ بھی انگریزی دان طبقہ کی سہولت کے لئے ڈاکٹر کرسٹافر شیکل نے انگریزی زبان میں ایک تعارف بیدل کی شاعری کے بارے میں تحریر کیا ہے جو کہ اس انتخاب میں شامل کیا گیا ہے۔ امید ہے کہ اس کے مطالعے سے سرائیکی اردو اور انگریزی دان طبقہ بیدل سندھی کے سرائیکی کلام اور فن سے صحیح طور پہ مستفیض ہوں گے۔ امید ہے کہ آپ ہمیں اس انتخاب کے بارے میں اپنی رائے سے آگاہ رکھیں گے۔

محمد عاشق جمال
سیکرٹری بزم ثقافت
ملتان

عرضِ حال

سندھ کے کسی سرائیکی شاعر پر ایک دوسرے صوبے کے شخص کے لئے کام کرنا اتنا زیادہ آسان نہیں ہے۔ جتنا کہ میں سمجھتا تھا۔ بیدلؒ سندھی سے پہلے حضرت سچلؒ سرمست پر تحقیق کے سلسلے میں جب مجھے سندھ کا سفر کرنا پڑا تو اس بات کا احساس ہوا کہ گاؤں گاؤں پھر کر کسی شاعر کا کلام اکٹھا کرنا ایک صبر آزما کام ہے۔ س صورتِ حال سے گزرنے کے بعد بھی میں نے یہ ذمہ داری قبول ں۔ کہ بیدلؒ سندھی کا کلام ترتیب دوں گا۔

مجھے اس بات کا اعتراف کرنا چاہیئے کہ اس سلسلے میں سندھی ربی بورڈ نے جو کام کیا ہے۔ وہ قابلِ تحسین ہے اور ممکن حد تک س نے بیدلؒ سندھی کے کلام کو اکٹھا کر کے شائع کر دیا ہے۔ ..نکہ میں جہاں بھی گیا۔ اور جس صاحب سے بھی مجھے بیدلؒ سندھی

کا کلام ملا ۔ وہ درحقیقت سندھی ادبی بورڈ کے مرتب کردہ مجموعے میں موجود تھا۔ البتہ اتنا فرق ضرور پایا جاتا تھا کہ کلام کے بعض حصوں اور لفظوں میں کچھ نہ کچھ اختلاف ملتا۔ اس لئے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ سندھی ادبی بورڈ کے مرتب کردہ مجموعے کی مدد ہی سے یہ انتخاب تیار کروں۔

کسی شاعر کے کلام کا انتخاب تیار کرنا ایک مشکل کام ہے کیونکہ ہر شخص اپنے مذاق کے مطابق اسے ترتیب دیتا ہے۔ اور یہ ضروری نہیں ہے کہ اسے ہر قاری اپنے مزاج اور ذوق کے مطابق پائے لیکن میں نے اسے صرف اپنے مذاق کے مطابق ترتیب نہیں دیا۔ بلکہ ہر مزاج کے آدمی کے ذوق کو ملحوظ رکھنے کی کوشش کی ہے البتہ اس بات پر خصوصی توجہ دی ہے کہ فنی اعتبار سے کلام بہتر ہو۔

جہاں تک سرائیکی رسم الخط کا مسئلہ ہے۔ اگرچہ اس پر ابھی تک مختلف حضرات بحث و تمحیص میں مصروف ہیں۔ مگر بزمِ ثقافت نے اس طے شدہ رسم الخط کو اپنا لیا ہے ۔ جو بہت پہلے مولانا عزیزالرحمٰن کی صدارت میں مقرر کردہ رسم الخط کمیٹی نے طے کیا تھا۔ اور جس میں سب سے پہلے دیوانِ فریدؒ طبع ہوا تھا۔ یہ رسم الخط تمام جدید تقاضے پورے کرتا ہے۔ اور اسے ڈاکٹر شبلی نے بھی سائنٹیفک قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بزمِ ثقافت نے بھی یہی رسم الخط اپنی تمام تصانیف میں استعمال کیا ہے۔

"بیدلؔ سندھی" کے قارئین کی سہولت کے لئے یہاں سرائیکی

لے مخصوص حروف تہجی کو پیش کیا جاتا ہے۔ تاکہ کتاب کے مطالعے میں آسانی ہو۔

ب	بال	(بچہ)
ج	جنگھ	(ٹانگ)
ڈ	ڈیوا	(چراغ)
گ	گاں	(گائے)
ڻ	پاڻی	(پانی)

آخر میں "پیدل سندھی" کے قارئین سے درخواست ہے۔ کہ وہ اس کتاب کے بارے میں اپنی اپنی آرائے سے مجھے مطلع کریں۔ تاکہ نئے ایڈیشن میں اس کی خامیوں کو دور اور خوبیوں کو زیادہ اجاگر کیا جا سکے۔

محمد اسلم رسولپوری

حصّہ اوّل

باب اوّل

بیدلؔ کے حالاتِ زندگی

بیدلؔ کے والد کا نام محمد محسن تھا۔ آپ بڑے پرہیزگار اور درویش صفت انسان تھے۔ اور سندھ کے معروف صوفی شاہ عنایت اللہ شہید کے سلسلۂ تصوف کی ایک شاخ کے بزرگ سید عبدالوہاب جیلانی سے بیعت کا سلسلہ رکھتے تھے۔

ایک روز آپ نے اپنے مرشد سے درخواست کی کہ دعا فرمائیے مجھے لڑکا ہو۔ اس پر انہوں نے دعا فرمائی اور کہا کہ آپ کو بیٹا ہوگا اور صاحبِ شریعت و طریقت ہوگا۔ اس سے کچھ عرصہ بعد ۱۸۱۴ء میں روہڑی میں بیدلؔ کی ولادت ہوئی۔ پیدائشی طور پر بیدلؔ کا ایک پاؤں ٹیڑھا تھا جب آپ کی پیدائش کا علم میر جان اللہ شاہ کو ہوا تو انہوں نے بیدلؔ کے والد سے فرمایا:

"ابا ہنڈو نہ جیئو اہو روہڑی شہر جو جھنڈو ہھیندو"

آپ کا نام شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے نام پر عبدالقادر رکھا گیا لیکن بیدلؔ نے احتراماً خود کو ہمیشہ قادر بخش کہلوانا پسند کیا۔

آپ ایک درویش صفت انسان کے گھر پیدا ہوئے تھے۔ اس لیے ابتدائی تعلیم گھر پر ہوئی۔ ایک روایت کے مطابق جب

آپ کو مکتب میں داخل کیا گیا تو آپ الف سے آگے تعلیم حاصل نہ کر سکے جس کی
وجہ سے آپ کے اساتذہ آپ سے مایوس ہو گئے۔ اس سے زیادہ آپ کی باقاعدہ
تعلیم کے بارے میں کچھ نہیں ملتا۔ لیکن آپ کی تصنیفات سے اس بات کا بخوبی علم
ہوتا ہے کہ آپ عربی۔ فارسی۔ اردو۔ قرآن۔ حدیث۔ فقہ۔ تصوّف اور طب
پر کامل دسترس رکھتے تھے۔

بیدلؔ نے اپنی زندگی میں مختلف سفر کئے۔ آپ کو حضرت
شہباز قلندر سے گہری عقیدت تھی۔ اس لئے آپ سہون شریف
میں کافی عرصہ ان کی درگاہ پر قیام پذیر رہے۔ بیدلؔ کے مطابق:

قلندر آفتابِ اولیا ہے ÷ قلندر مظہرِ سرِ صفا ہے
قلندر صورتِ شیرِ خدا ہے ÷ قلندر محض ذاتِ کبریا ہے
میرا مرشد مکمل ہے قلندر
حسینی حیدر سلطان سرور

سہون شریف کے بعد آپ پیر پگاڑا صبغۃ اللہ شاہ اوّل کی خدمت میں
ان کے آبائی گاؤں پہنچے۔ اور ان کے صاحبزادے پیر گوہر علی شاہ (پیر پگاڑا ثالث
۱۸۱۶ء تا ۱۸۴۷ء) کی تعلیم و تربیت پر مقرر ہوئے۔ آپ نے اپنے اس شاگرد
کو خصوصی طور پر مثنوی مولانا روم کی تعلیم دی جس کے نتیجے میں پیر علی گوہر شاہ
المتخلص بہ اصغر نے بعد میں سندھی میں اعلیٰ صوفیانہ شاعری کی۔

'پیر جو گوٹھ' کے بعد آپ مخدوم محمد اسمٰعیل، (وفات ۱۷۶۰ء) کی
درگاہ پر پہنچے۔ اور وہاں سلوک کے مختلف مراحل طے کئے۔

صوفیاءِ کرام کا ایک گروہ عشقِ مجازی کو حقیقی عشق
کے لئے سیڑھی کا درجہ دیتا ہے۔ مولانا جامیؔ کا
خیال ہے

متاب از عشق رو گرچہ مجازی است ؛ کہ آں بحر حقیقت کارسازی است
خود بیدلؔ فرماتے ہیں ؎

سوہناں راز حقیقت دا ہے ۔ لاشک عشق مجاز

خواجہ فریدؔ کہتے ہیں ؎

وہ حضرت عشق مجازی ؛ سب راز رموز دی بازی

مذکور ہے کہ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر بیدلؔ گھر جا رہے تھے، کہ آپ کا سامنا ایک ہندو لڑکے کرم چند سے ہوگیا۔ آپ اس کی شکل دیکھ کر اسے دل دے بیٹھے۔ اس کے بعد آپ کا زہد و تقویٰ برباد ہوگیا۔ ان دنوں سکھر چھاؤنی میں کرم چند کی دکان تھی۔ آپ صبح سویرے اس کی دکان کے سامنے جاکر بیٹھ جاتے اور شام کو گھر لوٹتے۔

کرم چند کے علاوہ آپ کو فقیر غلام محمد اور ذاتی پیر محمد سے بھی محبت رہی۔

بیدلؔ نے دو شادیاں کیں۔ جھامنداس کی روایت کے مطابق پہلی بیوی سے آپ کو ایک لڑکی ہوئی۔ اور دوسری بیوی سے تین لڑکے ہوئے۔ فرید بخش۔ محمد محسن۔ اور امام بخش۔

فرید بخش پیدائش سے کچھ عرصہ بعد فوت ہوگیا۔ اور امام بخش نے چار یا پانچ سال کی عمر پائی۔ البتہ محمد محسن اپنے والد کی وفات کے آٹھ سال بعد تک زندہ رہے

آپ کی وفات کے بارے میں روایت ہے کہ ایک رات سوتے وقت اپنے بیوی بچوں کو الوداع کہا اور فرمایا "ہینڑ اللہ تو نار" یعنی اب اللہ کو سدھارنا ہے۔ اس کے بعد سو گئے۔ کچھ دیر بعد معلوم ہوا کہ واقعی آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی ہے۔

یہ واقعہ ۱۴ جنوری ۱۸۷۲ء کا ہے۔

آپ کے لڑکے اور سرائیکی کے معروف شاعر محمد محسن بیکس نے جو نوحہ کہا اس کے ایک شعر میں تاریخ اور سنِ وفات کا ذکر موجود ہے ؎

سال بارغم سو اٹھ نوے میں سوز و گداز ہو
سورهیں ذوالقعدجی ہادیٔ سندھ پرواز ہو

جنازے میں ہندوؤں اور مسلمانوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ آپ کو روہڑی اسٹیشن کی مغربی طرف سپردِ خاک کیا گیا۔

بیدؔل ایک شریف منکسر اور سادہ انسان تھے۔ آپ کے رہنے سہنے کا طریقہ اور لباس انتہائی سادہ ہوتا تھا آپ بڑے صابر و شاکر درویش تھے۔ عاشقانہ دور میں قاضی پیر محمد آپ کو بہت تکالیف دیتا۔ آپ اسے حوصلے سے برداشت کرتے۔ ایک بار آپ کو پھوڑا نکلا۔ ڈاکٹر نے کہا کہ آپ کو بے ہوش کرکے آپریشن کیا جائے گا۔ اس پر آپ نے کہا ہم پہلے ہی بے ہوش ہیں۔ آپ اپنا کام کریں۔ اپریشن کے دوران اُف تک نہ کی۔ آپ ہر چھوٹے بڑے اور غریب امیر سے یکساں سلوک کرتے سادات کی زیادہ قدر کرتے تھے۔ جو سیّد آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا احتراماً آپ کھڑے ہو جاتے۔

آپ بڑے محبِ وطن تھے۔ اپنے وطن اور شہر سے گہری محبت رکھتے تھے۔ روہڑی اور اس شہر کے مہ جبینوں کی تعریف میں باقاعدہ نظم کہی۔ آپ کو صوفیائے کرام سے بھی گہرا لگاؤ تھا۔ شہباز قلندر۔ شاہ لطیف۔ سچل سرمست مخدوم محمد اسماعیل اور شاہ عنایت اللہ شہید کی درگاہوں کی زیارت کے لئے طویل سفر کئے۔

؎ فقیر عبدالقادر کہ صوفی حنفی است ÷ فگند طرح سکونت بہ قصبۂ لہری

آپ اگرچہ حنفی المذہب تھے۔ لیکن شیعہ عقائد سے بھی وابستگی رکھتے تھے۔ اپنے عقائد کو ایک شعر میں یوں بیان کرتے ہیں ؎

انا الشیعہ ولکن لا ابرّی من الخلفاء ہم سرج الہدایہ
انا السّنی ولکن ئن الفضل لفاتح خیبرا والی الولایہ

یعنی میں شیعہ ہوں۔ لیکن اہلِ تشیع کی طرح خلفا سے بیزار نہیں۔ کیونکہ وہ چراغ ہدایت ہیں۔ میں سُنّی ہوں۔ لیکن فاتح خیبر حضرت علیؓ کی دوسرے خلفا پہ فضیلت کا قائل ہوں۔

آپ ایک اور جگہ اپنے عقائد کا اظہار یوں کرتے ہیں ؎

معاویہ را ندارم دوست حیدر شاہد عالم
ز رفضم دور تر صدیق اکبر شاہد عالم
یزید و قوم او را میکنم لعنت ز غیرتِ دیں
شہیدِ کربلا سبطِ پیمبر شاہد عالم

آپ نے حضرت علی اور اماموں کی شان میں نظمیں کہیں۔ اس کے علاوہ آپ محرم میں اہلِ تشیع کے ساتھ عزاداری بھی کرتے تھے۔

اس کے علاوہ صوفی ہونے کی حیثیت سے آپ شیعہ سنی جھگڑوں سے گریز کرتے تھے۔ ؎

شیعہ سنی جھوٹ سوکھا ۔ صوفی کون سڈا وے گا

تصوف میں وحدت الوجود کے حامی تھے ؎

مذہب دا مٹ کوڑا جھگڑا ۔ وحدت دا ڳکھن راہ

عشق کو مذہب کی روح سمجھتے تھے ؎

جنھوں عشق بتادے راہ ۔ تنھوں کون کرے گمراہ
روز ازل کنوں بیدلؔ بدھا ۔ عشق والا احرام

یہاں معاویہ ویزید سے نفرت اور وجودی مسلک پر یقین آپ کے نظریاتی تضاد کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

بیدل نے اگرچہ صوفیاء کرام کی درگاہوں پر حاضری کے لئے لمبے لمبے سفر کئے۔ اور طویل مدت عشق کے پاپڑ بیلے لیکن تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ آپ نے زیادہ تر یہ کام قاضی پیر محمد کی صحبت کے دوران سرانجام دیا قاضی پیر محمد نے آپ کا بہت سا کلام لکھ کر محفوظ کیا۔ اور بہت سا بے پروائی کی وجہ سے ضائع بھی کردیا۔

بیدل کی جن تصانیف کا تاحال علم ہوا ہے۔ درج ذیل ہیں۔

سندھی

(۱) وحدت نامہ (نظم)

(۲) فرائض نامہ (نظم)

سندھی سرائیکی

(۳) سرود نامہ (کافیاں۔ ڈوہڑے)

اُردو

(۴) دیوانِ بیدل (نظم۔ غزل)

فارسی

(۵) سند الموحدین (نثر)

(۶) تقویت القلوب فی تذکرۃ المحبوب (نثر)

(۷) پنج گنج (نثر)

(۸) انشاء قادری (نثر)

(۹) قرۃ العین فی مناقب السبطین (نثر)

اہلِ بیت کی شان اور واقعۂ کربلا کے بارے میں ہے۔

(۱۰) وصیت نامہ (نثر)

(۱۱) لغت میزان طب (نثر)

(۱۲) فی لطن احادیث صحاح ستہ (نثر)

تصوف اور روحانی علوم کے بارے میں احادیث کا مجموعہ مع تشریح ہے۔

(۱۳) دیوان منہاج الحقیقت (نظم)

(۱۴) دیوان سلوک الطالبین (نظم)

(۱۵) دیوان مصباح الطریقت (نظم)

(۱۶) مثنوی ریاض الفقر (نظم)

ایک ہزار اشعار میں صوفیانہ نکات کی تشریح ہے۔

(۱۷) مثنوی نہر البحر (نظم)

مولانا رومی کے تتبع میں مختصر سی مثنوی ہے۔

(۱۸) مثنوی دلکشا (نظم)

آیاتِ قرآنی، احادیثِ نبوی، مولانا رومی اور حافظ شیرازی کے اشعار کی خوبصورت تشریحیں ہیں۔

(۱۹) تاریخ رحلت ہائے رجال اللہ (نظم)

(۲۰) ظہور نامہ

(۲۱) رموز القادری (نظم)

قصیدہ غوثیہ کی شرح ہے۔

(۲۲) کرسی نامہ صوفیانِ قادری (نظم)

(۲۳) ہیر رانجھا (نظم)

(۲۴) منتخب قصۂ لیلیٰ و مجنوں (نظم)

باب دوم

بیدؔل کی شاعری کا سرسری مطالعہ

بیدؔل نے مختلف زبانوں میں شاعری کی۔ جن میں سندھی سرائیکی، ہندی، اردو، فارسی اور عربی شامل ہیں۔ آپ نے بعض ایسی نظمیں بھی کہیں۔ جو بیک وقت پانچ زبانوں میں ہیں۔ مثال کے طور پہ ایک نظم کا ایک بند ملاحظہ ہو ؎

لیس فی الدین الاہو ، ہو الحق المبین !
اوست جسم و اوست جان و اوست افلاک و زمیں
وہ ہے روح اللہ، مریم ہے، وہ ہے روح الامیں
ہر طرف اس دا تماشا کیا مغ و کیا اہل دیں
سبھ صفت میں کیو ظہور و یار جانی دلربا

بیدؔل عام طور پہ اپنا تخلص بیدؔل استعمال کرتے تھے۔ لیکن بعض جگہ عبدالقادر

۱؎ بیدؔل کا کچھ کلام قاضی پیر محمد کی بے پروائی سے ضائع بھی ہوا ہے۔ اس کا ثبوت اس سے بھی ملتا ہے کہ آپ تقریباً ہر کافی میں رواج کے مطابق تخلص استعمال کرتے تھے۔ لیکن اب آپ کی بعض کافیوں میں تخلص نہیں ملتا۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان کافیوں کا کچھ حصہ ضائع ہو گیا ہے۔

یا قادر بھی استعمال کیا ہے ؎

عشق ازلی جن کھے آهي
کاڻ کُنن تَن کھے ناهي
عبدالقادر چاڻ!
ناڻن کنھين جي مَمرک سُلڻ جي

؎ قادر عشق دیاں کرا تباتیاں ۔ کہہ توں اناالحق والیاں باتیاں
جام وحدت پی ڈیہاں راتیاں ۔ ماریں طبل خدائی دا

اس کے علاوہ آپ نے اپنے فارسی دیوان سلوک الطالبین میں اپنا تخلص طالب استعمال کیا ہے۔

بیدل کی شاعری کے مطالعہ کے دوران جو خصوصیت سب سے پہلے سامنے آتی ہے، وہ وحدت الوجود کا نظریہ ہے۔ بیدل نے اپنے تمام کلام میں بھرپور طور پر اس نظریے کا ذکر کیا ہے ؎

یار بے رنگی نور نہانی ۔ پہرے پوش آیو انسانی
سہس ولیس ساں پاڻ سنگاریو

؎ اپنی ذات چھپاوڻ کیتے ۔ بیدل نام سڈاؤندے ہو

؎ مذہب واسٹ گوڑا جھگڑا ۔ وحدت دا گھن راہ

وحدت الوجود کے ساتھ بیدل عشق کی تلقین بھی کرتے ہیں۔ بلکہ اسے خدائی نعمت قرار دیتے ہیں۔

؎ عشق عطا الہٰی ہے ۔ بر ہا نہ چیز بھائی ہے

؎ عشق عطا کیا تُوں تو کھے ـ بیدلؔ کرے شکرانہ

؎ عشق بازن جا منصب عالی ـ منکر جو منعن کارو

عشقِ حقیقی ہو یا مجازی بیدلؔ دونوں پر جان نچھاور کرتے ہیں۔ فارسی غزل میں جس عشق اور معشوق کا تصور ابھرتا ہے۔ بیدلؔ کے ہاں اس کا اظہار بھی پوری روایت کے ساتھ موجود ہے ؎

عشقش نہ منصبی است کہ ہر خس بدو رسد
از ہزار خاص یکے کس بدو رسد
نہ سوزد بہ قیل و قال
قی مگر مقدس بدو رسد
کہ کنایۃ ز وصل اوست
لطفے کہ دست کوشش مفلس بدو رسد
مقصود دور راہ دراز و مجال تنگ
یارب کرم کہ بیدلؔ بیکس بدو رسد

چونکہ اردو غزل فارسی غزل کے اثرات کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ اس لئے فارسی غزل کی جملہ صفات سے متصف ہے۔ بیدلؔ اس روایت کا پورا احترام کرتے ہیں ؎

رات تجھ بن پکار رکھتے ہیں ـ دن سبھو انتظار رکھتے ہیں
لعل لب کی قسم کہ گوہرِ اشک ـ محض بہر نثار رکھتے ہیں
نزہتِ وصل یاد کرکے مدام ـ چشم کوں آبدار رکھتے ہیں
برقِ رخسار کے تماشا میں ـ دیدہ ابر بہار رکھتے ہیں
محفل دردِ عشق میں بیدلؔ ـ عزت و افتخار رکھتے ہیں

تاریخ گوئی کا ملکہ بعض شعراء میں فطری ہوتا ہے اور ہمارے ہاں یہ فارسی سے آیا ہے۔ بیدل کو تو تاریخ گوئی میں کامل دسترس حاصل تھی۔ آپ نے اتنی تاریخیں کہیں کہ ایک پوری کتاب "تواریخ رحلت ہائے رجال اللہ" کے نام سے تیار ہو گئی۔ بیدل نے پیمبر اسلام، خلفائے راشدین، اماموں اور معروف صوفیائے کرام کے علاوہ اپنے دوستوں اور عزیزوں کی پیدائش اور وفات پر کئی تاریخیں کہیں ان میں سے تین ملاحظہ ہوں

تاریخ واقعۂ کربلا

ؔ اولیں کبریٰ قیامت قتلِ اولادِ رسول
درسنِ شصت و یکم مثلش نباشد در وجود

تاریخ شہادت منصور

ؔ دومی وسطیٰ قیامت واقع بس ہولناک
در نہم سال و سہ صد قتلِ شہ حلاج بود

تاریخ وصالِ شہباز قلندر

ؔ

سرورِ سندھ قلندر کہ زہے سلطان بود
مخزنِ عرفان مطلعِ نورِ جہان بود
شاہ بازی است کہ در عالمِ تمکیں عروج
وصفِ طیرانش بیروں ز حدِ امکان بود
دُرِ دریائے معارف چمنِ باغِ بقا
مرقدِ روشِ او شہرہ بہ سیوستان بود
جامعِ شرع و توحید شہ قطب الدین!
میر مخدوم حسینی و ولی عثمان بود

دل چوں تاریخ وصالش بجُستہ زمردش
ہاتفم گفتہ کہ او لعلِ یمن عرفان بود
۱۱۵۰ھ

بیدؔل کی شاعری کی ایک خصوصیت علاقائی تہذیب و ثقافت کی بھرپور نمائندگی بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدؔل کے ہاں علاقائی رومان خصوصاً ہیر رانجھا کا ذکر بار بار ملتا ہے۔ بیدؔل کے ہاں رانجھا طالبِ حقیقت کی حیثیت سے ہیر کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے؎

تخت ہزارا چھوڑ ڈتوسی۔ جھنگ سیال سیباٹا

اور اس کا عشق ہیر کو دو جگ میں مشہور کر دیتا ہے۔

ہیر نوں رمز رانجھن دے کیتا۔ ملکیں وچ مشہور

اسی طرح سری کرشن، ہولی اور بندرابن کا ذکر اپنی تمام روایات کے ساتھ ملتا ہے؎

بندرابن میں کھیلے ہوری ــ شام سندر دل لُٹڑا زوری
چشم اوہیں دے ساڈوں چٹیک لایا

بیدؔل نے علاقائی تہذیب و ثقافت کی بھرپور نمائندگی کے لئے مقامی زبانوں یعنی سندھی، سرائیکی اور ہندی میں شاعری کی۔ انہوں نے ہندی میں بڑے خوبصورت اشلوک کہے؎

سنجاں سکھنڑا کوئی نہیں، ہے ہردے اندر لعل
مورکھ گنڈھ کھولتا نہیں، کرمیا بھیا کنگال

؎ جگت باغیچہ رام کا، سندر اس کے پھول
بھونرا واس دے واسطے اس میں آیا بھول

ے چمڑی موہ اندھاریاں ، چاندی موہ چکور
سادو مانگے اور کچھ ، سنساری کچھ اور

ے سادھو جنم جنم ہے انتر یامی بیک
مرنوں اگے جو مویا اس میں مین نہ میک

ے قاضی پنڈت پڑھ چکے بید کتب انیک
جا ہوئی ساہو رہی کون مٹاوے لیکھ

فارسی اور اردو شاعری میں عام طور پر محبوب سے اس کی بے وفائیوں کا گلہ شکوہ کیا جاتا ہے۔ اسے اکثر اوقات ظالم، جفاجو، ستمگر اور کافر کے القاب سے نوازا جاتا ہے۔ لیکن یہاں کی علاقائی شاعری میں محبوب سے عجز و انکسار اور خلوص و محبت سے بات کی جاتی ہے بیدل کے کلام میں ڈھونڈے سے بھی محبوب کا شکوہ و شکایت نہیں ملتا۔ بلکہ وہ انتہائی انکسار اور نیازمندی کا سے اظہار محبت کرتے ہیں ے

سجدہ کیتا ساڈے ساہ ⁂ رانجھے نوں روز ازل وچ سئیاں

بیدل نے اپنی شاعری میں کئی شعراء کا اثر لیا ہے جن میں سچل سرمست، شاہ لطیف مولانا رومی، حافظ شیرازی، مولانا جامی اور کئی دوسرے شامل ہیں ے

عشق عطا الہٰی ملدا ⁂ نہیں کوئی کسب کماوݨ دا — سچل
ے عشق عطا الہٰی ہے ⁂ برہا نہ چیز بھائی ہے — بیدل

ے غمزہ رمزاں یار میڈے دیاں ڈیکھ جو وتدا چائی
جتھاں کتھاں حاضر ناظر آپ کھڑا رنگ لائی
وَھو معکم اینما کنتم جائزکیتس جائی

سچل

ع علوم مذاہب دے سٹ، سبق سلوک دا پڑھنا!
جتھاں کتھاں رانجھڑ وسدا کابل ولیس کرنا!
وُ ھو معکم اینما کنتم کو حرف پکڑنا مول نہ مڑنا (بیدل)

ے شاد باش اے عشق خوش سودائے ما ÷ اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے دوائے نخوت و ناموس ما ÷ اے تو افلاطون و جالینوس ما
(رومی)

ے عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ÷ عشق ہے ہادی رہبر میڈا!
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ÷ عشق ہے میڈی پشت پناہ
(بیدل)

ے آسماں بارِ امانت نتوانست کشید ÷ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند (حافظ)
ے باربرہ دا باری جو جاتا — عرش فلک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سر تے اٹھایا (بیدل)

ے متاب از عشق رو گرچہ مجازی است ÷ کہ آں بہر حقیقت کارسازی است (جامی)
ے سو ہناں راز حقیقت دا ہے ÷ لاشک عشق مجاز (بیدل)

جس طرح بیدل نے دوسرے شعراء سے اثر لیا۔ اسی طرح آپ نے بہت سے شعراء پر بھی اثر ڈالا ہے۔ سندھی کے معروف صوفی شاعر پیر علی گوہر شاہ اصغر کو کافی عرصہ بیدل نے تعلیم دی اور انہیں مولانا روم کی مثنوی سبقاً پڑھائی۔ یہی وجہ ہے کہ پیر علی گوہر شاہ کی شاعری میں تصوف کی گہری چھاپ موجود ہے۔
بیدل نے اپنے فرزند محمد محسن بیکس کی شاعری پر بھرپور اثر ڈالا۔ علاوہ ازیں بیدل کے زمانے میں آپ کے اثر کی وجہ سے روہڑی میں شاعری کا بڑا چرچا تھا، اس کے نتیجے میں سید نواب شاہ، محب علی شاہ اور فقیر علی بخش جیسے شاعر پیدا ہوئے اگر ان شعراء کے کلام پر بیدل کے اثرات بیان کئے جائیں تو یہ تحریر کافی طویل

ہو جائے گی۔ اس لئے یہاں صرف خواجہ فرید کے کلام پہ بیدل کے اثرات
ملاحظہ فرمائیے ؎

بار برہ دا باری جو جاتا ÷ عرش ملک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سرتے اٹھایا (بیدل)

؎ آپے بار محبت چاتم ڑی ÷ ونج آپ کوں آپ پھسایم ڑی (فرید)

؎ سوہناں راز حقیقت دلہے ÷ لاشک عشق مجاز (بیدل)
؎ وہ حضرت عشق مجازی ÷ سب راز رموز دی بازی (فرید)

؎ عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ـ عشق ہے ہادی رہبر میڈا
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ـ عشق ہے میڈی پشت پناہ (بیدل)
؎ قسم خدا دی قسم نبی دی ÷ عشق ہے چیز لذیذ عجب (فرید)

؎ لیلیٰ ناں سڈا، کھس گھنسوں ـ قیس دا صبر قرار (بیدل)
؎ مجنوں کارن لیلیٰ ہو کر ـ سو سو ناز ڈکھایا (فرید)

؎ ڈر ہدایا کنز قدوری ـ طوطے نوں ڈبوے مغروری
جنھیں دا منصب ہے منصوری ـ کھیلے برہ دی بازی سو (بیدل)

؎ سکھ ریت روش منصوری نوں
ہن چھپ رکھ کنز قدوری نوں
(فرید)

باب سوم

بیدل کی سرائیکی شاعری کا تنقیدی جائزہ

بیدل کی سرائیکی شاعری کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ایک حصہ تو شاعری کے باقاعدہ اور مستقل موضوع انسانی حسن و عشق کے تذکرے سے تعلق رکھتا ہے اور دوسرا حصہ نظری شاعری کا ہے جس کا تعلق وحدت الوجود اور عشق الٰہی سے ہے ۔

ع عشق دے باجھوں بیدل
جگ وچ جیوݨ محض اجایا

بیدل کے دور میں ذہین طبقہ تصوف کی طرف مائل تھا ۔ کیونکہ تصوف عام طور پر دورِ انحطاط میں مقبولیت حاصل کرتا ہے اور اس وقت سندھ کے سیاسی اور سماجی حالات افراتفری اور شکست و ریخت کا شکار تھے ۔

بیدل سے کچھ پہلے مدد خان پٹھان کی قتل و غارت، کلہوڑا خاندان کا زوال بعض معزز شخصیتوں مثلاً شاہ عنایت جھوک والے مخدوم عبدالرحمٰن، میر بہرام خان، میر صوبدار خان، سرفراز خان اور میر بجار خان کے بہیمانہ قتل ایسے سانحے تھے، جنہوں نے لوگوں میں دنیا کی بے ثباتی اور ناپائیداری کا احساس گہرا کر دیا تھا ۔

بیدل کے اپنے عہد میں تالپور حکمرانوں کو انگریزوں نے شکست دے کر پورے سندھ پر قبضہ کر لیا ۔ اس قبضے کے دوران اِن اجنبی حکمرانوں نے شاہی

محلات کو جس بیدردی سے لوٹا۔ بیگمات سے زیورات اور کپڑے اتار کر انھیں ننگا کیا۔ حیدر آباد اور خیرپور کے حکمرانوں کو لوٹا، کلکتہ اور ہزاری باغ میں نظر بند کیا۔ اس سے پورے سندھ میں مایوسی اور خوف وہراس پیدا ہوگیا۔ اور لوگوں میں زندگی سے بیزاری اور خانقاہی نظام میں سکون کی تلاش کا رجحان غالب آگیا۔

عام طور پر کسی شاعر کے تنقیدی مطالعے میں اس کے مزاج اور عقائد کے علاوہ اس دور کے سیاسی و سماجی حالات سے پیدا ہونے والے نظریات کا مطالعہ ضروری ہوتا ہے۔

بیدلؔ کی سرائیکی شاعری پر اس عہد کے سیاسی و سماجی حالات سے پیدا ہونے والے نظریات کے ساتھ ساتھ آپ کے مزاج کا بھی گہرا اثر ہے۔ اگرچہ بیدلؔ کی شاعری میں خاندانی مذہبی عقائد کا بھی پرتو ملتا ہے جن کا اظہار مناقب، تاریخ گوئی اور مرثیوں میں ملتا ہے۔ لیکن یہ رسمی قسم کی شاعری ہے۔ بیدلؔ کی بھرپور شاعری جو زیادہ تر "دوہڑوں"، کافیوں اور سی حرفیوں پر مشتمل ہے۔ وجودی نظریئے اور عشق الٰہی سے متعلق ہے۔

انگریزوں کی آمد سے سندھ کے جاگیردارانہ سماج میں کوئی خاص تبدیلی نہیں آئی۔ انہوں نے نہ صرف اس نظام کو باقی رکھا بلکہ کئی نئے جاگیردار بھی پیدا کئے۔ لوگ جن کی اکثریت زمین سے وابستہ تھی اسی طرح جاگیرداروں کے دامن سے بندھے رہے اور پہلے کی طرح اپنی غلامانہ زندگی پر شاکر و صابر رہے۔ حتیٰ کہ غلامی کا تصور صوفیانہ شاعری میں نفرت انگیز لہجے کی بجائے خوبصورت معنی میں استعمال ہوتا رہا۔ بیدلؔ فرماتے ہیں ؎

باھنپ والی قید میں آیا ۔ نبی علی رابطہ نام سڈایا
چھوڑ خدائی خطاب

اس دور میں جاگیرداروں کی غلامی نے لوگوں کے شعورِ ذات کو اتنا کمزور کر دیا کہ وہ اس کی نفی کو ایک اچھا عمل تصور کرنے لگے ؎

نابودی وچ اپنا جانی ۔ سالک سارا وجود

معدومی دے مَے خانے توں ۔ پُرپی جام شہود

ایسے سماج کے اندر مظلوم طبقے کے اندر انسانی عظمت کے احساس کا مرجانا لازمی تھا نتیجتاً وہ خود کو مسکین کمزور اور بیکس سمجھنے لگے یہی وجہ ہے کہ بیدلؔ کے کلام میں اکثر اوقات اپنے لیئے "نمانے" کا لفظ استعال ہوتا رہا۔ ممکن ہے بیدلؔ تخلص بھی انہیں خیالات کا عکس ہو ۔

ڈیکھ اساڈا حال نماناں ۔ مہر نظر مڑ بھال

بیا سبھ عالم وسدا ہسدا ۔ عاشق پھرن نمانڑے
یار جنھاں سر آیا

بیدلؔ ایک شریف اور منکسر انسان تھے۔ آپ کی شاعری میں یہ منکسر المزاجی اور دھیما پن آپ کے اس مزاج کا پرتو ہے کیونکہ آپ اپنے ہمعصر شاعر حسن خان لغاری کے کلام کی گھن گرج اور شان و شوکت کی بجائے اپنے کلام میں نرمی اور سادگی کا زیادہ اظہار کرتے ہیں۔

جہاں انقلابی فکر رکھنے والے نقاد تصوف کو دورِ انحطاط کی علامت گردانتے ہیں۔ وہاں وہ اس بات سے انکار نہیں کر سکتے کہ کوئی نظریہ سراپا برائی نہیں ہوتا تصوف نے دورِ انحطاط کی پیداوار ہونے کے باوجود دنیا پر بھرپور مثبت اثرات بھی ڈالے ہیں۔ انسان کے اندر جو شیطان چھپا ہوا ہے اس سے ہمیشہ فیصلہ کن جنگ صوفیائے کرام نے لڑی ہے اور اس پر غالب بھی رہے ۔ یہی وجہ ہے کہ صوفیا کے کردار نے ہر جگہ علماء کی بوجھل علمی بحثوں کی نسبت زیادہ لوگوں کو متاثر ہے ۔

عالم فاضل وِچ مسیتیں بہہ بہہ مسئلے گُرندے
نیک نامی کوں چھوڑ اساں ہُن راہ رندی دے ٹُرندے
باجھوں حرف عشق دے بیدلؔ بیا کوئی سبق نہ پڑھدے

ے لوکاں کنز قدوری پڑھدے عاشق علم لدنی
وحدت دے دنیا میں عقیدی نہ شیعی نہ سُنی
بیدل نال یقین نبھائیں چھوڑ دلیلاں ظنی

جیسا کہ فیروز الدین منصور نے لکھا ہے جب حاکم و محکوم کی تہذیبیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ایک نئی مشترکہ تہذیب کی صورت میں نشو و نما پاتی ہیں اتحاد اور یک جہتی کے جذبے کو ابھارنے کے لئے اس زمانے میں وحدت الوجود کا ہتھیار موثر ثابت ہوتا ہے۔

کلہوڑوں کے بعد ٹالپوروں اور ان کے بعد انگریزوں کو اس بات کی سخت ضرورت تھی۔ اس نظریے کو پروان چڑھایا جائے۔ تاکہ اتحاد اور یک جہتی کے نام پر وہ اپنی بادشاہت یا حکومت کو مستقل کر سکیں۔

وجودی نظریے نے جہاں ان کی اس ضرورت کو پورا کیا۔ وہاں اس نے لوگوں کے درمیان مذہبی تعصب کو ختم کر کے رواداری کے جذبے کی بھی حوصلہ افزائی کی۔ اور اسطرح مختلف مذاہب کے پیروؤں کو ایک دوسرے کے قریب آنے کا موقع دیا ے

آہے ہند و مومن ایک ـ وچ عقیدے وحدت والے

انگریزوں نے اگرچہ جاگیردارانہ سماج کو باقی رکھا۔ لیکن وہ اپنے ساتھ نئی ایجادات اور نئے خیالات بھی لے آئے۔ جس سے جاگیردارانہ سماج کے ٹوٹنے اور پرانے خیالات میں تبدیلی کی غیر معلوم بنیادیں مزور پڑ گئیں۔ بیدل جیسے ذہین انسان نے ان خیالات کا پرتو دیکھ لیا۔ یہی وجہ ہے کہ بیدل کے [illegible] پرورانہ مذہبی خیالات پر تنقید ملتی ہے ے

آپے وسدا آپے ـ ہے شیعہ سنی کون!

ے مذہب داسٹ کوڑا جھگڑا ـ وحدت دا کھن راہ

فریڈرک اینگلز نے بالزاک کے ایک ناول کے مطالعے کے بعد کہا تھا۔ کہ مجھے

اس ناول نے فرانس کی تاریخ کو سمجھنے میں تاریخ کی کتابوں سے کہیں زیادہ مدد دی ہے بیدل کے کلام میں بھی ہمیں اس عہد کے خیالات و نظریات کا بھرپور عکس ملتا ہے اور یہی فن کی معراج ہے۔

بیدل نے بعض شعراء کی طرح اپنے نظریات کا ڈھنڈورا نہیں پیٹا بلکہ انہیں خوبصورتی اور سادگی سے مدھم لے میں علامتی انداز میں اس طرح پیش کیا ہے جیسے

ع میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

علامات کا استعمال سیاسی جبر و تشدد کے دور میں صرف اپنے خیالات کو معانی پہنانے کے لئے نہیں ہوتا بلکہ فن کی خوبصورتی اور بلند معیار کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ بیدل کے ہاں علامات نے فن کو معراج کی منزل پہ پہنچایا ہے۔

فریڈیرک اینگلز کے خیال کے مطابق کسی تخلیق میں مقصد جتنا زیادہ چھپا ہوا ہوگا۔ فن پارہ اتنا ہی بلند ہوگا۔ بیدل نے اپنی شاعری میں علامات کے ذریعے اپنے کلام کو خوبصورت لباس پہنا کر قاری کے سامنے پیش کیا ہے۔ جس سے آپ کا فن کسی مُلّا کی تبلیغ کی بجائے کسی گلوکار کی مترنم آواز بن گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بیدل کے ہاں صوفی، منصور، رانجھا اور کنز ہدایہ اپنے علامتی معنوں میں ملتے ہیں ؎

شیعہ سنی بھیوں سوکھا ۔ صوفی کون سڈا دے گا

؎ منصوری مذہب دے باجھوں ۔ اس رستے آوے کون؟

؎ سجدہ کیتا ساڈے ساہ ۔ رانجھے کوں روز ازل وچ سئیں

؎ ملاں پڑھدے کنز ہدایہ ۔ رندی رمز سُنا دے کون؟

حصّہ دوم

ڈوہڑے

(۱)

کشف قبور قلوب نہ منگیں، منگیں درد ہکلّا
مے نوشاں دا مشرب چوکھا تسبیح چھوڑ مُصلّیٰ!
منصوری منصب دا بیدؔل ہے مقصود مُعلّیٰ!

(۲)

ماہی نال اساڈیاں اکھیاں بگیاں وَہ وہ لوکاں
شاہ حسن دیاں فوجاں چڑھیاں نازدیاں مارن نوکاں
بیدؔل عشق محبّت باجھوں بی سبھ کوڑی ہوکاں

(۳)

نرگس نین ساڈے دلبر دے یا وت پریم پیالے
بازاں وانگوں ڈیون باولیں کھاون خوب نوالے
بیدؔل ماس دلیں دا منگدے کون انھاں نوں پالے

(۴)

آہو چشم ساڈے سجناں دی، یا وَت شیر شکاری
بنڑچھی وانگ ڈکھالی ڈیندین یا کالی تیز کٹاری
نیزا ناز نسنگ[۱] مرنیدے ناتک[۲] وچ ہسواری
بیدؔل بچڻ محال انہیں دا، جا اکھیاں دی ماری

---

۱ دلیر۔ بہادر ۲ ہوشیار۔ چالاک۔

(۵)

عالم فاضل وِچ میتیں بَہہ بَہہ مَسلے کُرُندے
نیک نامی نوں چھوڑا ساں جِنّ راہ رندی دا ٹُرندے
باجھوں حرف عشق دے بیدل بیا کوئی سبق نہ پڑھندے

(۶)

ذات صفات بِکا کر جانی پی کوئی بھول نہ بُھلیں
جیہی ویسی بیس میں ویکھیں چال ادب دی چَلیں
وحدت دی وادی میں آ کر ول نہ پچھوتیں وَلیں

(۷)

عشق لگا تدبیراں چُکیاں بار غماں سر آیا
درد فراق دا سُندے نال سینے سوز سمایا
بیدلؔ بِرہ دے باجھوں جگ میں جیوَن محض اجایا

(۸)

جنگ جدال مذہب والی سالک تُرت مُنیدی
ذوالفقار بِرہ دی ہتھ کر ہستی مار سُنیدی
بیخودی دی مے پی بیدل میں دی یاد بُھلیندی

---

۱ جھڑی

(۹)

حاجی حج ثواب دے طالب، عشق عشاقاں بھاندا
محبوباں دی طرف تنیڑن، سے کرن طواف تتاندا
جنھاں جمال ماہی دا ڈٹھڑا، حج قبول انھاندا

(۱۰)

عشق اساڈے سر تے سیّاں ڈاڈھا کٹک چڑھایا
ابرو چشم تے خال زلف دی، چلکے تاب ڈکھایا
حسن دی فوج دی ڈیکھ سیاست میں تاں ہوش گنوایا

(۱۱)

نین سپاہی سر سرداہی[1]، مغلاں[2] وانگ مرینیدے
بیکس بیدل شوداں نوں ہس ہس قتل کرینیدے
لٹ بھر مار اُجاڑ بناون، جیہی طرف چڑھنیدے

(۱۲)

رانجھو[3] نال پریت[4] لگایم، چھوڑ کے مٹا چاری
رنگ[5] پور دے وچ مول نہ رہساں ویساں تخت ہزاری
نیناں دے وچ نین لگا کے، سرت[6] گنوایم ساری
میں تاں رانجھو ہو ہوئیس، کُرندین شکر گزاری

---

۱ مراد رچانٹ سے لادے ۲ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں
۳ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴ رنجیدہ
۵ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۶ ہوش عقل

(۱۳)

ماہی نال اساڈیاں اکھیاں، آ اچانک اُڑیاں
ناز حُسن دیاں فوجاں ڈیکھو نال کٹک دے چڑھیاں
بیدل بے پرواہ بلا شک خون کریندیاں کھڑیاں

(۱۴)

لوکاں کنزؔ قدوریؔ پڑھدے، عاشق علم لدُنّی
وحدت دے دریا میں بھیندی، نہ شیعی نہ سُنّی
بیدلؔ نال یقین نبھائیں، چھوڑ دلیلاں ظنّی

(۱۵)

ہُوؔ دے باجھوں، بیا سبھ پڑھیا، سانوں عشق بھلایا
وحدت دی تحصیل میں مطلب بیا سبھ علم اُجایا
بیدل تھی غلام اُنھاندا جنھاں مذہب دین گنوایا

۱۳، ۱۵ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

کافیاں

۱

اَج پیا[1] ہوری کھیلن آیا
سبھیں رنگے بیرنگ سمایا
سبھیں روپ اَروپ سماوت ۔ وحدت کثرت رمز[2] رلاوت
نوع بہ نوع جانی جلوا پایا
بندرا بن[3] میں کھیلے ہوری ۔ شام سندر[4] دِل لُٹدا زوری
چشم اہیں دے ساڈوں چینک لایا
عطر گلال عنبیر اڈاون ! ۔ گھٹ گھٹ گیت الستی گاون
ہس ہس میں نوں تہ بِرہ بچھایا
بیدل ہوری حیرت والی تیہنی[6] کھیلن کھیل نرالی !!
بار بِرہ جنھاں جُم بھر چایا

---

[1] محبوب [2] بھید [3] بیکڑوں [4] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [5] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں
[6] اصلی ۔

۲

جانی جوگی دا کر بھانا
راہ مسافر اوندا !

سر پر کلنگی مکھ وچ مُرلی ـ گیت الستی گاؤندا
رنگ پور دے وچ بنا کر بیٹھک ـ رانجھو رمزاں لاؤندا
مشتاقاں دے مارن کیتے ـ خونی چشماں چاؤندا
گھور نیناں دی نال اچانک ـ ھیر نمانی نوں گھاؤندا
بیدل نال کرم کر سوہنا لا کر نینہ نبھاؤندا

(سُر جوگ)

لے ڈنگ رجھو ڈیٹر

۳

چلو ری سئیاں چمن چا ویکھیں
آپ چمن میں آیا

آیا شاہ حسن دل جانی ۔ باغ صفاتی وچ سیلانی
رانجھن[1] پیا کورایا
الف دی صورت سرو سوہنارا ۔ اثباتی نوں کر اظہارا
وہم وجود ونجایا!
ہر گل میں خوشبو سکائی ۔ وحدت دے وچ بوڑ بسائی
چھوڑ بیا فکر اجایا
بیدل "ثم وجہ اللہ" ۔ ہر جا گل گلزاری وہ وہ
ہادی حق فرمایا!!

سر بسونت

---

[1] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

۴

دِلبر ساڈے وِیڑھے
نانْ[1] اللّٰہ مُٹھیں آٹْنا

مشتاقاں نوں نال مِہر دے ۔ ماہی مکھ وِکھانْا
دردمنداں نوں نال مِہر دے ۔ اِتنا نہ ترساٹْنا
کڈّھ اں کرلیں مُحب مسافر ۔ ساڈے کول توں مھاٹْنا
بیدل آکھے تیڈے باجھوں
ساڈا روح نمانْا

(سُر بلاولی)

---

[1] نام

۵

دم مولا دم مولا
نہیں اتھاں کجھ بھولا

دین کفر دا ویکھ ونجایا ۔ رمز رندی دا رولا
پیہڑن والا ہکو رانجھن ۔ لکھیں ھزاریں چولا
اوّل آخر ھو حق ظاہر ۔ گم تھیا وچوں گولا
لاشک آپ نوں ہوئی مجھن ۔ بئی جھینڈا گولا
بیدل بھن کرماہر تھیوں
عبدیت دا اولا!

(سر جوگ)

ط پتینا

۶

ڈاڈھا اوقات کو آیا
سر منصور دے یارو!

اُہیں اوقات دی حالت ۔ اُسکوں گجھڑا راز سُلایا
لُوں لُوں اندر جا اُہیں دی سوز دا بحر سمایا
برہے دا بانکے بار گھنیرا بسم اللہ کر چایا
بعد اماماں اُہیں عاشق نوں گھاءؔ عشق دا گھایا
عشق دے با جھوں بیدل
جگ وِچ جیوڑں محض اجایا

(سر بلاولی)

ے فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۔ ے گھاؤ

۷

ڈاڈھا چیٹک لایا
اکھاں ناز بھریاں

ڈیکھو سیالیں رزن غمزیں ۔ رانجھو دا روح ریجھایا
صورت والا ویس عجائب ۔ بہوں سانوں خوش آیا
سدھ آہیں نوں ساری ہوسی ۔ جی گھوڑ نیناں دی گھایا
تخت ہزارا چھوڑ ڈتوسی ۔ جھنگ سیال سیبایا
گلی محبوباں دی جاوے کوئی
بیدل بخت سوایا

(سُرکاموں)

---

۱ زیادہ ۔ صدقہ ۔ تصدق ۲ پسند آیا ۔

۸

رنگ ثبوت صفائی دا
آہے شعلہ شمع الٰہی دا

آدم بن کے زمین تے آیم ـ نوح اُتے طوفان چڑھایم
کھوڑی وِچ خلیل سڑایم ـ جلوہ ذات ضیائی دا
کڈاں قاری آیاتی وِچ ـ کڈاں وت رند خراباتی وِچ
ہُو حق ہر سُو اشتاقی وِچ ـ ناں سفید سیاہی دا
کڈاں قلزم وانگر جوشی ـ کڈاں وت بیخود وِچ مدہوشی
کڈاں حیرت سوں ہم آغوشی ـ کڈاں احوال جُدائی دا
"انا احمد" رمز نہانی ـ "بلا میم" احد عیانی
سُبحانی ما اعظم شانی ـ شان شرافت شاہی دا
قادر عشق دیاں کراتباتیاں ـ کہہ توں "انا الحق" والیاں باتیاں
جام وحدت پی ڈیہاں راتیاں ـ ماریں طبل خُدائی دا

سُر بروہ

---

۱ بھٹی ۲ دیکھنا ۳ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

۹

سانوں محبوباں دی ماݨے
ڈاڈھا چیٹک لایا

ڈیون طعنے ماہی والے ۔ سانوں لوک ایاݨے
دو نیݨاں درد ڈکھایا
ناز نیاز دے تیڈے میڈے ۔ گالھیں گاوݨ گاݨے
محبت شور مچایا
بیا سبھ عالم رَسدا وَسدا ۔ عاشق پھرن نماݨے
بار جنہاں سر آیا
نفل نمازیں ورد وظائف ۔ عشق بنا مُلواݨے
کُوڑندے جُھیڑے اُجایا
ڈو ہیں جہان ظاہر باطن بیدل خیالُ اکاݨے
عشق والا رکھ رایا
(سرجوگ)

ملے بے قراری ۔ جادو

۱۰

سانوں نیناں دے ناز
ڈاڈھا چیٹک لایا، لایا

چوچک جائی ڈلیسی جائی — سر وچ سوز گداز
عشق جنھیں سر آیا، آیا
روز الستؔ اساڈی روحاں — عشق دا سُن آواز
بار غماں سر چایا، چایا
محبوباں دے نین شکاری — جیویں بحری باز
گھُور اکھاں دی گھایا، گھایا
شاہ منصور جیہی بے سر پایا — صورت وچ مجاز
سر حقیقت پایا، پایا
بیدلؔ نال سبب دے سانوں — نا دی ملیا ہمراز
عشق خودی نوں کھایا، کھایا

(سر جوگ)

ؔ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۱۱

سوہݨا تیڈی چشماں
سانوں چیٹک لائی

من مُشتاقاں دا رمزیں غمزیں — گھُور تُساڈی گھایا
دام زلف دی دلڑی ساڈی — نال فریب پھسایا
روح اساڈی نال روزِ ازل وِچ — پرت دا پیچ تو پایا
ڈیکھݨ سیتی سوہݨی صورت — محبت مچ مچایا
بیدلؔ بردا تیڈڑے در دا — جنہں سر تیڈڑا سایا

(سُر بسنت)

۱۲

شاہنشاہ سیالیں دے وچ
شوقوں چاک سڈایا

تخت ہزارے والے نوں تھیا ۔ سیر کرݨ دا رایا
یار بیرنگی کاݨ تماشے ۔ سہیں رنگ بنایا
شاہ لباس چاکاں دے پہرے ۔ کثرت سٹھاہ ٹھٹھایا
وبجلی آہیں دی دل ساڈی نوں ۔ زمزیں نال ریجھایا
ٹھگ دلیں دے ساکوں بیدل
ڈاڈھا چیٹک لایا!

(سرجوگ)

۱۳

شاہ دریا لہر وِچ آیا
بیرنگی وِچوں رنگ بنایا

موج محیط دی کیتا پسارا ۔ اندر باہر یارنیارا
آپ وِچ آپلے آپ سمایا!
بار برھ دا باری جو جاتا ۔ عرش ملک افلاک نہ چاتا
عاشق سارا سر تے اٹھایا
عاشق دم منصوری مارن ۔ مویاں نوں "قم" آکھ جیارن
"سر" سبحانی عشق الایا!
بیدل جو باطن سوئی ظاہر دیکھیں تھیویں جد اِس توں باہر
عشق عجب اسرار چھپایا

(سرکامول)

---

۱ آسماں بارِ امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند (حافظ)

۱۴

شاہ حُسن دا شان
برھ بیان کریندا

شاہ حُسن دیاں عجائب چالیں ــ نئوں نئوں ڈیندا روز ڈکھالیں
صورت وِچ سُلطان ــ اکھیاں آن اَڑیندا
شاہ حُسن دیاں چڑھیاں فوجاں ــ جل دے وانگن ڈیون موجاں
تُرت کرے طوفان ! ــ جسم جہاز بوڑیندا !
شاہ حُسن دیاں ہل ہنگاماں ــ نیندا دین کفر اسلاماں
جابر وِچ جولان !! ــ "لِمَن الملک" پڑھیندا
شاہ حسن دا ڈیکھ تجلّیٰ ــ چھوڑ ڈِتا صنعان مُصلّیٰ[1]
خوک چریندا خاں ــ وِنج قدم دھریندا
قبل الموت مریندا جوئی ــ حسن دا شان سنجانے سوئی
بیدلؔ عشق عیان ــ دم منصوری مریندا

(سر آسا)

---

[1] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۱۵

عشق لگا سانوں مایا مایا مایاؔ

عشق دا مہناں وِچ سیالیں ۔ جُھم اساں سر چایا چایا چایا
عشق جوگی دا الویں اچانک ۔ سراسا ڈڑے آیا آیا آیا
ایہں سیالاں ماہ میڈے نوں ۔ ڈاڈھا چیٹک لایا لایا لایا
صورت والڑی ویس میں الجھن ۔ پیچ ساڈے نال پایا پایا پایا
چاک سڈاونڑ ذات چھپاونڑ
بیدل یار دا رایا رایا رایا

(سُر جھنگلو)

۱؎ سرمایہ ۔ پونجی ۔

۱۶

عشق کیا الہام — سنگر شبد[1] سناویگا
رم روم میں رام — گیت الستی گاویگا

عاشق لوگ ابھیاس کماوے — انحد[2] باجا برہ بجاوے
ھوھو ھل ھنگام — محبت شور مچاویگا
جل تھل مظہر حق دا رایا — آدم مخزن سر نیارا
محبت والے مام — سنت[3] سچا سمجھاویگا
بیدل برہ کی بازی کھیلے — "فی انفسکم"[4] راز پچھیلے
چھوڑ کفر اسلام — ہر جا حکم ہلاوے گا

(سُر کلیان)

---

۱ شور-آواز ۲ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۳ نیک ۴ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۱۷

کوئی عاشق بے سر بے پا ۔ اس رستے میں آوے گا
دوجگ اپنا جوئی گنوائے ۔ سو منصب پاوے گا
عقل علم دی جا نہ کائی ۔ دین کفر جل جاوے گا
جس ویکھے عشق دی آتش ۔ پھوک اڑاہ مچاوے گا
مذہب دی باتیاں نوں برہا ۔ ہک پل وچ اڈاوے گا
صوفی لا مذہب مستی وچ ۔ "انا الحق" الاوے گا
شیعہ سنّی بھٹوں سوکھا ۔ صوفی کون سڈاوے گا
بے سری دا منصب پاکر ۔ سولی سر چڑھاوے گا
بیدل جوئی وحدت دے وچ ۔ وہم وجود ونجاوے گا
جا بجا اہیں کوں جاتائی ۔ ماہی مکھ وکھاوے گا

(سُر مالکوس)

۱؎ ضرور - یقینی - بیچ مچ

18

لُٹ نیتئی دِل ساڈی ۔ ہُݨ کریندائی ماݨا
در تیڈے تے سوہݨا سائیں ۔ روح اساڈا وکاݨا
ڈیکھ کے تیڈیاں بےپرواہیاں ۔ ساڈا جی کُماݨا
شوق تیڈے دا عقل چنگڑا ۔ ساڈے ساہ سیباݨا
شمع حسن دا بیدل عاشق
تھیا دِل بھی پروانا

(سُرجوگ)

۱۹

ماریا مینوں، جوگی کیہا جادو لایا
جوگی ڈاڈھا جادو لایا

میں نمانی نوں رانجھن ڈیکھو — جادو جوڑ بچھایا
دھن دھن مُرلی دی سُن سُن تاناں — رو رو حال ونجایا
سبھ سیالیں خوش رسدیاں وسدیاں — برہ ساڈے بھاگیں آیا
عشق اساڈے سرناز حسن دا — کیڈا کٹک چڑھایا
ہیر حیرت وِچ بیدل نت جالے
ڈیکھو رانجھو دا رایا!

(سُر مالکوس)

سکھی وسے آپ دکھی رہے آپ ۔ توں بُجھ آپ نوں وچوں نہ آئی
آپ سوہنا آپ رہے میاں

"کثرت" والڑا مٹھا ٹھالیں ۔ بار غماں دا سر تے چالیں
جالے وچ عذاب

پانھپ والی قید میں آیا ۔ نبی علی راتھ نام سڈایا
چھوڑ خدائی خطاب

شاہ شہید دا بیک بناؤندا ۔ شان شہادت پر توں پاؤندا
ہستی دا چھوڑ حجاب

مستی دے وچ من من کروندا ۔ سوز گداز دی سولی چڑھندا
سٹ سوال جواب

بیدل سمجھ توں گالھ ہماری ۔ شہ سینے وچ ہویا بیکاری
جانڑ خودی نوں خواب

(مُبر دلیمی)

۲۱

سالک سیر سلوک دا کر ۔ چڑھ عشق والی عرفات
تیڈے وچ حقیقی کعبہ ۔ کر دور سبھا درجات
بدھ احرام توں[1] وحدت والا ۔ ہک جائی ذات صفات
وِچ صفا مروے محبت دے ۔ دم دوڑیں ڈینہاں رات
کر قربان خودی نوں بیدل ۔ پھر عشق دا ڈس اثبات

(سُر سارنگ)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۲۲

سالک چھوڑ وجود - بیا کجھ فن فنون نہ چلندا

نابودی وچ اپنا جاݨ - سالک سارا سُود
لا اِلٰہ زبانوں آکھیں - تیہی تھیوں نابُود
باجھوں فنا دے مول نہ تھیوے - منصوری مقصود
معدومی دے مےخانہ توں - پُرپی جام شہود
"موتوا قبل الموت" میں تیڈا - بیدل ہے بہبود

(سُر جوگ)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۲۳

آ وس نیڑے یار ۔ دلبر نہ تے میں مرویساں
ساڈے دِل دی طرف تساڈے ۔ تانگھ بگی . تکرار!
آنگݨ اساڈے سوہݨا سائیں ۔ آسیں توں کھڑے وار
دردمنداں دیاں سݨ دھائیں ۔ مُکھ ڈِکھا من ٹھار
سوز فراق دے کیتے خستہ ۔ سوہݨا نہیں توں سنبھار[1]
وَھُوَ مُعَکُم[2] اپݨے قول کوں
بیدل نال توں یار[3]

(سُر جھنگلو)

---

[1] سنبھال [2] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں [3] نبھا

۲۴

حُسن تساڈے سہیں چاڑھیے ـ سولی تے منصور
خونی نین خماری تیڈڑے ـ مست پھرن مخمور
چوٹ چشم دی' عشاقاں نوں ـ کیتا چکنا چُور
شیخ صنعان[۱] نوں کیتا عشقے ـ ملکیں وِچ مشہور
تیڈے کیتے کھڑا پکارے ـ موسےٰ برسرِ طور
تیڈے مشتاقاں نوں نہ بھاون ـ توں بن حور قصور
ہر شئے دے وِچ کیتا جائے تیڈی ذات ظہور
بے دِل وحدت دا تھئی ماہر
وہم دوئی دا کر دور!

(سُر بلاولی)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۲۵

ساڈی طرف سینہا پہنتا ۔ ہے اج سوہنے یار
آسوں دیس لتاڈے جائے ۔ صورت کر سینگار
خلعت خاص حسن دی پہری ۔ آ تھیسوں اظہار
صورت وچ ڈکھالی ڈیسوں ۔ تینوں آ تکرار
ناز دے ناوک خوب مریسوں ۔ کر سوں خون ہزار
کنھن نوں آتش وچ سٹسوں ۔ کنھن نوں سر بردار
لیلٰے[1] ناں سڈ اکھس گھنسوں قیس دا صبر قرار
بیدل ڈیکھ حسن دے اولے
نور ساڈا نروار

(سربردہ)

---

[1] فرہنگ ملاحظہ فرمائیں۔

عشق دی کر امدا دے
لڑ تساڈے میں بگیاں یار

نظر نہ آئی اصل اساں نوں ۔ شوق جیہی کائی شادی
عقل اندوہ کنوں بھگیاں یار
ویرانی وِچ حسن ہنگامے ۔ آن کیتی آبادی
تار نیناں دی میں تگیاں یار
حسن دے آئے حال ہوئی ۔ آپ کنوں آزادی
نوبتاں نیہن دیاں وگیاں یار
بیدل نال لے رکھ ہر حالے ۔ تینوں ہے قسم خدا دی
رانجھا توں رمزاں اگیاں یار

(سُرکاموڈ)

۲۷

عشق لگا تدبیراں چُکیاں
عقل دا گیا اِختیار

ناوک ناز دا لگڑا جنھن نوں ۔ روندا زار و زار
عالم فاضل عشقوں ہوندے ۔ جے سر بے دستار
شاہ رانجھو کنوں تخت چھڑایا ۔ کیویں تخت ہزار
حُکماً آن وچایا عشقے ۔ یوسفؑ وچ بازار
پیر طریقت خوک چراوے ۔ گل دے وچ زُنّار
شاہ منصور نے برہے کیتا ۔ سُولی دا ہسوار
بیدلؔ درد عشق دی کشتی
ترت پچاوے پار !

(سُرجوگ)

٢٨

عشق دے لاوݨ کیتے ـ چھوڑلیس تخت ہزارہ
چاک سڈاوندا ـ آپ رکاوندا
جھنگ سیالیں رانجھو آیا ـ عبدیت دا منصب پایا
اپݨی خواہش ڈھولئے ـ سرتے چاتا بار
گلی گلی وِچ پھیرا پاوندے ـ نال سیالیں رمزاں لاوندے
مکھ وِچ مرلی رکھیندا ـ کرندا درد پکار
چھوڑلیس شاہی پہرلیں گدائی ـ رانجھو رکھندا خیال خدائی
عشق دی وِنجھلی وجیندا ـ روندا زار و زار
جوگ کماوݨ کم جھنیندا ـ "انا" الاوݨ دم اٹھیندا
نعرہ نیہن مرندا ـ آپ تھیا اظہار
ہویا ظاہر شاہ مہانا ـ انھیں انھیں ذاکر مہانا
کیہی چال چلیندا ـ بیدل رانجھو یار

(سُر پُورب)

۲۹

نیہن دے نکتے سالک سمجھن
کڈاں نہ پڑھن اور !!

اُلٹا بھید سویرے والا! ـ سُن سُن عقل تھیوے متوالا
ذہن رہے بے زور !!
عارف علم گجھی دے عالم ـ وحدت والے صوفی سالم
ویندے کتاباں چھوڑ !!
رند لگانے چھوڑ کتاباں! ـ ویندے شوق دے راہ شتاباں
دام دوئی دا توڑ !
احدیت دا علم پڑھیندے ـ دم منصوری مرد مریندے
بھندے تخت لہور !
بیدل خیال خودی دا کھاویں ـ تڈاں توں مطلب دل دا پاویں
وہم ہسیائی دا بوڑ

(سر بروہ)

---

۱ سمجھنا

۳۰

ظاہر بیں سمجھ نہیں سگھندی ۔ رنداں والڑا راز
سوہناں راہ حقیقت دا ہے ۔ لاشک عشق مجاز
"لن ترانی"[1] عشقاں نالے ۔ اُنا نِسّورا[2] ناز
"مِن خدا"[3] عطار نہ آکھیا ۔ اُکھیں دا نا آواز
آپ اکھیندا یار "انا الحق" ۔ سُولی چڑھ سرباز
کتھاں بناوے ناز دی مسند ۔ کتھ ول کرُندا نیاز
کتھاں بے پرواہ چلیندا ۔ کتھ وِچ سوز گداز
بیدل دو جگ طعمہ[4] کریندا ۔ عشقے دا شہباز

(سُر نٹ کلیان)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۲ بالکل سراسر ۳ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۴ لقمہ

۳۱

صورت دا واپاری
آیا ساڈے دیس

عشق دے کیتے رانجھن کیتا ۔ چھوڑ کے تخت ہزاری
جوگی والڑے ویس
رنگ پور دے وچ ڈیرا کرکے ۔ شاہ پھرے بکھیاری
درد کیتا درویش
درد فراقوں در در رانجھو ۔ رو رو کر ندے زاری
عشق دا ہے آبیٹس[۱]
آ اتھاہیں سرتے چاتس ۔ بار ڈکھاندی باری
پرت لائی پردیس
بیدل جیہی کیتی یارو ۔ ہزاریں ہک واری
ناوک ناز دی [illegible]

(شرنٹ کلیان)

---

۱ چاہت ۔ محبت ۔

۳۲

آپے ہندو مومن ایک
وچ عقیدے "وحدت" والے

حاجی بݨ کے مکے ویندا۔ آپ کہے لبیک
کاشی متھرا آپ پجاوے۔ آپ کرے سر ٹیک
کائی "انا الحق" دا دم مارے۔ کائی نمازی نیک
ہر منظر وچ بیدل آکھے
یار "سلام علیک"

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۲ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں
۳ ؎ دیدۂ اوحدی بخاکِ درت
گوید اے طوطیا "سلام علیک"
(خواجہ فخر جہاں اوحدی)

۳۳

آتوں اساڈے کول ۔ سداجیویں یں نمانی دا ڈھول
تیڈے شعر توں نت کریندیاں ۔ بگلی بگلی و بج بگول
سر تیڈے توں سوہنا سائیں ۔ جندڑی گھتاں یں گھول
نال عشاقاں ڈے رل مل راول ۔ مٹھڑی بولڑی ، بول
درش تیڈے دا بیدل پیاسی
سِکھڑا گھونگٹ کھول!

(سرد مضامری)

ما۔ دیدار

۳۴

راتیں ڈینہاں رکھیں دم دم تالے ۔ وحدت والا خیال وے میاں
آپے عشق بے سر بے پا! ۔ آپے حسن کمال وے میاں
سر اپنے دھر ہیر دا نالا! ۔ کرندا حور جمال وے میاں
چاک سڈاوندا وچ سیالیں ۔ شاہ شوریدہ حال وے میاں
درد عشق دا طالب تھیویں ۔ چھوڑ سبھا قیل و قال وے میاں
وحدت دے شہبازاں وانگر ۔ دوئی دا توڑ دوال وے میاں
بیدل آدم حیاتی دا جالیں
خیال "ہمہ" دے نال وے میاں

(سُر نٹ کلیان)

۳۵

رانجھا تخت ہزارے دا سائیں ـ سیاں دی ول پال !!
تیڈے نال میں مِک وچ پلیاں ـ سٹ رہیا سبھ سیال
تیڈے باجھوں ہک پل جیون ـ ساکوں سو سو سال
جنہیں یار دی ہمیشہ ہوں ہاں ـ لگڑی دامن نال
ڈیکھ اساڈا حال نمانا ـ مہر نظر کر بھال
ساہ اساڈے سجدہ تو ڈوہن ـ سوہنا لہیں سنبھال
بیدل تیڈا دامن پکڑا
منگدا قرب کمال

(سُر جوگ)

۳۶

رنگ پور ساڈے روح نہ بھانویں ـ ولیاں رانجھو دے نال
روز ازل کنوں رانجھن آیا ـ ساڈا محرم حال
باجھوں ماہی دے ساکوں جگ وچ ـ جیونڑ ہو یا جنجال
تخت ہزارے داشاہ سیلانی ـ چلندا چاکاں دی چال
بیخودی دا جام پیتوسے ـ جلوہ ڈیکھ جمال
دین کفر لحظے وچ لڑھیا ـ عشق دے جذب جلال
راہ منصوری اصل طریقت ـ بیا سبھ خام خیال
خیال ہمہ دے نال توں بیدل
کوئی ڈ ناڑا جال

(سرجوگ)

۳۷

عشق دے اُلٹے کھیل
کوئی بانکا کھیلے

کھیت عشق دی ہک پل وِچ — برہا کریندا بھیل
شاہ منصور نوں برہا بنایا — عاشقاں دا سرخیل
شیخ صنعان جیہی کئی مقید! — نیہن دا ڈاڈھا نیل
ساعت ساعت سولی ڈاہوں — محبتیاں دا میل
بیدلؔ جنھن نوں عشق نہ لگڑا
اُنھیں دی حق دا اُویل!

(سُر کاموَل)

۱؎ فریاد

۳۸

عشق دی اُلٹی چال
برہا دی اُلٹی چال ڑے میاں

راہ اِہیں وِچ کئی دِلاور ـ درد کیتے پائمال
نا ہیں مردیاں نہ میں جیندیاں ـ ہے ہے میڈے حال
رنگپور دے وِچ مُول نہ رہساں ـ ویساں ماہی ڈے نال
توں باجھوں ساڈا جی نمانّاں ـ مہر نظر مُڑ بھال
بیدؔل کثرت چھوڑ تے تھیوے
وحدت نال وِصال

(سُر جھنگلو)

۳۹

ڈیکھو رانول رمزاں لایا
کیہیں کیہیں اُساڈے نال

جنھن دا رنگ نکو نشانی ۔ نا ارضی نا اُسمانی
آ صورت وِچ انسانی ۔ سو جلوہ ڈیندا جانی
ڈیکھ ہوش عقل کنوں گیاں ۔ بیرنگ برنگ مثال
ایویں یار دا آہا رایا ۔ سبھ صورت آپ سمایا
کتھاں وحدت راز چھپایا ۔ کتھاں اَنا الحق اَلایا
حیرت وِچ میں جو پئیاں ۔ ویکھ نوں نوں جوت جمال
سوہنا صورت بݨ بݨ آوے ۔ آ جھگڑیاں رمزاں لاوے
برہیں دا دود دکھاوے ۔ عشق والی دید اڑاوے
میں گھور نیناں دی گھیاں ۔ ڈیکھ چشمیں دی الٹی چال
کتھ مومن کتھ مُغانہ ۔ کتھ فقہ پڑھے فرزانہ

کتھ عشق دے وچ افسانہ ۔ انہیں موج کیتا مستانہ
حیران تے بیخود تھیاں ۔ ہے سمجھݨ گال محال
سبھ زہد عبادت چھوڑیں ۔ وچ جان جسم نوں بوڑیں
"ہستی" دا دمگڑا توڑیں ۔ بیدلؔ "بھاݨیں" نوں پوڑیں
لا من تن برہیں بھیاں ۔ رکھ وحدت والا خیال

(سُربروہ)

---

۱ دمگڑا ۔ غرور

۴۰

رُخ رانجھو دا کعبہ قبلہ ـ عشق دا بدھ احرام
لُوں لُوں دے وِچ لبیک دی وائی ـ ہو ہو ہُن ہنگام
نال طواف طلب دے سٹ توں ـ خیال خودی دا خام
وِچ صفا مروی محبت دے ـ بے سر و پا بھر گام
سر عرفات عشق دے ہوندا ـ عارف نوں الہام
خانے خاص خدائی دے وِچ ـ بیدل کر بسرام

(سرجوگ)

۴١

آپے وسدا آپے رسدا ـ ہے شیعہ سنّی گون؟
دین کفر اوصاف اُنھیں دے ـ کتھ موسیٰ کتھ فرعون؟
کیمیا گر اکسیر اِہوئے ـ جیہا شیہا تیہا کون؟
کتھاں حنفی آپ سڈاوندا ـ مست کتھاں مجنون؟
کثرت دے وچ آپ نہ ہرلیس ـ جامہ گُونا گون؟
بیدل رنگ دے اوڑ ڈیکھیں
بیرنگی بے چُون؟

(سُر بلاولی)

۴۲

اوسیں کول اساڈے کیڑا نہاں
رنت نہاریاں تساڈیاں راہاں

فوج حسن دی لٹیاں ـ تیغ نیناں دی کٹھیاں !
مائے محبوباں دی مٹھیاں ـ درد فراق توں کریندیاں دھاہاں
توں ہے میڈا موہن مٹھڑا ـ توں جیہا اور نہ میں ڈٹھڑا
تو توں کیونکر چانواں چترا ـ تیڈی منگدیاں رنت نگاہاں
زوراں زوری لتوڑی جالات ـ پیچ پریت دا میں نال پات
دل ہُن کیونکر چیتڑا جات ـ سُن عشق ساڈے دیاں آہاں
بس الاویں توں بیدل نالے ـ تیڈے کیتے کڈ صد اکتالے
تیڈی پریت کوں بیٹھا پالے ـ سٹ خیال ثواب گناہاں

(شمر گنوڑی)

۴۳

آتوں سنجھ صباحیں
ساڈے ویڑھے

توں بن ساڈا حال نہ کوئی ۔ دلبر دور نہ جائیں !
نال اللہ دے یار پیارل ۔ ساڈیاں بخش خطائیں !
نال تیڈے جگ قدح ہلیاں ۔ اپنڑا ننگ نبھائیں !
آ اچانک لنوڑی لات ۔ ہنڑ دل چیت نہ چائیں !
بیدلؔ توں بن بھرے ویگاٹا ۔
ماہی مکھ ڈکھائیں

(سُر نٹ کلیان)

ہا اداس

۴۴

باجھ تیڈے مرجاؤندیاں ! ــ طرف ساڈے مڑ آئیں
پلپل سخوں یادجو پوندیاں ــ تیڈیاں وسدیاں جائیں
اکھ اساڈے یار مسافر! ــ سکھڑا پھیرا پائیں
نال عشاقاں راتیاں ڈیہاں ــ رمزاں نیاں نیاں لائیں
بیدل جیویں جوئی ڈہاڑا
گٹھ ہادی دا گائیں

(سر بروہ)

۴۵

تیرے لئی میں دلبر ـ پھر ندا ہی دربدر ہوں
رندی و عاشقی میں ـ مشہور دہر شہر ہوں
تیری گلی میں اُدندی! ـ نت نت میں پھیرا پاؤندی
کیونکر توں مکھ چھپاؤندی ـ درسن کی منتظر ہوں
ساڈی طرف توں آویں ـ مڑکے کدھاں نہ جاویں
چاہیں تے ہس الاویں ـ مشتاق یک نظر ہوں
چشماں دیاں مارچوٹاں ـ عاشق دیاں بھنیج توں اوٹاں
گھن بہہ دلیں دیاں گوٹاں ـ چشم بہ راہ گزر ہوں
بیرل ندھر سماٹاں ـ آدر تیڈے وساٹاں
ایڈا توں کرنہ ماٹاں ـ تیڈا میں خاک در ہوں

(سر بردہ)

ملے سہارا

۴۶

چلنْدا چال "انانیت" دی — ہر مظہر سلطان
شیعہ آپ نوں ناجی جانے — رکھدا عالی شان
سُنی کر دیدار دے دعوے — خاص سڈا دے خان
ہندو سِکھ ٹھوڑنیندے — باتیاں کر بیان
وِچ بہشت وڑن نئیں ڈیندا — ہے کون مسلمان
ڈُڈُو، ڈھیر، چمار تے چوہڑا — ہر کو وِچ ایمان
سمجھیں سر حقیقت "ہر" دی — صد قوں پڑھ سُبحان
بیدلؔ یاد کریندا ظاہر
آپ نوں ہر عنوان

(سُر بلاولی)

---

۱ بہشت ۲ کند ذہن۔ بُدھو

۴۷

رانجھو نال میں ویساں
کھیڑاں بھیڑاں کنوں بگیاں

عشق اساڈا شرم ونجایا ــــ ہُݨ میں پدھر پویساں
میں ماہی دے ملک جو ہوئی ــــ شہر ڈھنڈ ڈھنڈوراڈیساں
خاک مبارک در رانجھو دی ــــ چاہ کنوں میں چمیساں
میں رنگ پور توں کیتی بیزاری
بیدلؔ ول نہ ویساں

(سُر بلاولی)

۴۸

ساڈیاں تساڈیاں گالھیں ـــ بہہ بہہ کرسن لوکاں
نین تساڈے ساعت ساعت ـــ ناز دیاں مارن نوکاں
راہ مسافر مار گھتیو ئے ـــ چشماں دی ڈتوئی چوکاں
دل ساڈے وچ آکر دیرا ـــ اکھیاں دے وچ جھوکاں
عشق والیاں دی عمر سجائے ـــ ہل سبھ پھر ندی پھوکاں
بیوس بگیاں اکھیاں بیدلؔ
سہساں لوکاں دی ٹوکاں

(سُر جوگ)

۴۹

عشق دی بازی کھیلن عاشق
سر سر بازی لیّاں

پہلے داؤ دلیں نوں جیتا ـ بازی بہرہ دی بےخود کیتا
حال کنوں میں گیّاں !
کیتی فوج حسن اسواری ـ نیناں دی گھن دست کٹاری
گھائل گھور دی تھیّاں
آندے جاندے تیر چلاؤندے ـ سر عشاق نشان پھراؤندے
نین سپاہی سنیّاں
جلوا نور مقدس ذاتی ـ ظاہر تھیا وچ پوش صفاتی
لاٹس برہا دیاں بھیّاں
بیدل برہا دا چوکھا مشرب ـ دردِ عشق وچ ساڈا مطلب
سکھے پریت دے پیّاں

(سُر برہ وہ)

۵۰

کیہی لاتِ یار جانی
برہا دیاں سانوں بھیاں

عشق دے جادو جوڑ بجھایو ـ محبت کیتی مستانی
پیش لتا ڈے پیاں
لوکاں لیکھے گئی افعالوں ـ درد کیتی دیوانی!
ہوش عقل کنوں گیاں
بیدل تینوں دل من ڈتڑا ـ ویکھ حسن حیرانی
موج نیناں دی نیاں

(سُر جوگ)

۱۵

بگیاں، بگیاں بگیاں، دیداں بگیاں

سر دے نین سیاہی ۔ وانگ شہبازاں دبیاں
جوگی دا مینوں جادو لگڑا ۔ کرم قبیلے توں بھجیاں
مائی بابل عشق چھڑایا ۔ تار تنا ڈڑے میں تگیاں
تیڈے طعنے ڈیون میں کوں ۔ ل سیالیاں سبگیاں.
بیدل توں ہُن اورن پئیاں
تیڈیاں گالھیاں اگیاں

(سُر جھنگلو)

۵۲

میں نوں چاک نہ جانئیں
شاہ ہزارا میں ہوں

ویس چاکاندا پرتوں پریم ـ ساڈا سر سنجانئیں
نور نیارا میں ہوں
جنھن منصور نوں بسر کیتا ـ جی توں ولیہ آئیں
سر سر سارا میں ہوں
من خدایم موج میں آکھیم ـ بلی کنہن طرف نہ تائیں
حق اظہارا میں ہوں
بیدل بیشک ظاہر باطن ـ ذات میں ذات سنجانئیں
سچ چمکارا میں ہوں

(سُر جوگ)

۵۳

مَیں تے بیراگݨ تھیاں، تھیاں، تھیاں تھیاں

خویش قبیلہ چھوڑ کراہݨ! ـ پیش رانجھݨ دے پیاں پیاں پیاں
بے دس لگڑا عشق اساڈا! ـ نال سیالاں ستیاں ستیاں ستیاں
برہا دیاں بھڑکن راتیں ڈینہاں ـ تن من ساڈڑے بھیاں بھیاں بھیاں
ویلیاں ہزارے نال پیارے ـ جھنگ کنوں میں گیاں گیاں گیاں
بیدلؔ ساڈڑے نال ازل دے
عشق ٹکوراں لیاں لیاں لیاں

(سُر جھنگلو)

۵۴

مُیں سیلانڑں کھتیاں جوگی دے نال!
اکھیاں دے پھٹیاں نوں کون پچھاڑے

جوگی تخت ھــزاروں آیا ـ مُرلی اُکھیں دی شور مچایا
لٹیاں برہا دیاں بھیـــاں
رمز نیناں دی میں کا ڈھرٹی ـ بھُل گئی مینوں ہے چند مٹھڑی
ناز اکھـــاں دے نیئـــاں
شاہ رانجھو دی الٹی چالے ـ چاک سڈاوے وچ سیالے
سرت رکھو کُتنی سیّاں
نین سپاہی کرن لڑائی ـ ناز دی آون فوج چڑھائی
گھور اکھاں دی ٹھگیـــاں
بیــدل عشق حسن حق جانیں ـ پوش اکھیں وقح شہ نوں پنجانیں
بیاں گالھیں سب بگیاں

(سُر جوگ)

۵۵

یار توں سہیں رنگ سمائیں

عرشوں آ عرب وچ سائیں ـ احمد نام سڈائیں
آدم دیچ ظہورا کرکے ـ نینھوں ملک نوائیں
کا تھے دین مذہب تے محکم ـ کا تھے کفر کمائیں
فتوی ڈے کر اپنوں آپے ـ سُولی پکڑ چڑھائیں
واعظ تھیں توں وچ مسیتیں ـ کا تھے ناچ پنچائیں
آہیں آپ بہانے بیدلؔ
" انا الحق " الائیں !!

(سُر جھنگلو)

۵۶

نِت نہاریاں میں راہاں
راہاں، راہاں، راہاں وے

پار دریاواں رانجھن سُندا ۔ عشق ساڈے دیاں آہاں آہاں آہاں
رین بھاری ندیاں ڈونگھیاں ۔ بیڑیاں جِن ڈبوئن باہنہاں باہنہاں باہنہاں
درد ماہی دے دلڑی نیتی ۔ وِسر گیاں سبھ واہاں واہاں[۱] واہاں
پار عرش لنگھ پوندیاں بیدل !!
درد عشق دیاں دھانہاں دھانہاں دھانہاں

(سُر جھنگلو)

---

۱ چارہ، تدبیر

۵۷

نین لگی رزوار[1] سیئیاں
عشق دا مہٹنا سرتے چیساں

پار چناہاں رانجھو وسدا ــ کوکاں میں اُرو ار
رین اندھاری میں بیلے ولیساں
عشق نیتا آرام اساڈا ــ چھوڑ سبھو گھر بار !
رو رو رانجھن دی جھوک تھیساں
رمز رانجھو دی ڈیکھیں تھیاں ــ بے وس بے اختیار
سر سرواہ سبھوئی سٹیساں ! !
وسوں گئی دل ساڈی ــ لوکو نیناں دی لگڑی نار[2]
میں ماہی دے پیش پولیساں
میں ماہی ہک ذات اہلسے ــ دوئی کیتا سانوں دھار[3]
بیدل سر وحدت سجھیساں

(سُر جوگ)

---

[1] ظاہر [2] چاہ۔محبت [3] جُدا

۵۸

عشق نہیں کوئی چرچے بازی
سُولی سر چڑھاوݨ وے میاں

جام عشق دا جوئی پیوسے ــ لکھ لکھ واری مر مر جیوسے
سوئی راز دا واقف تھیوسے ــ سہل نہیں لنؤ لاوݨ
عشق اماماں نوں ڈِتڑی ڈکھالی ــ آکھݨ گالھ انھاں دی ٹھالی
ویکھ اُنھاں دی ہمت عالی ــ بار غماں سر چاوݨ
عشق منصور دے نال کیا کیتا ــ عاشق درد پیالڑا پیتا
موج نیناں جنھن نوں نیتا ــ چُکا اسی مُڑ آوݨ!
عشقے خون خاصاں دا ہاریا ــ صوفی دا سر نیزے چاڑھیا
عشق نہیں کائی عشرت یارا ــ سینے سوز سماوݨ
بیدل جوئی دم توں جیویں ــ درد عشق دا طالب تھیویں
سوز گداز دا پیالڑا پیویں۔
بیا سبھ کوڑ کماوݨ وے میاں

(سرآسا)

۱؎ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۵۹

کہ عشق کہاں سے آئے ہو
اب پھر کہاں دل جائے ہو

تیری ریت رسم اَلائی ۔ دام درد دا پھر ندائیں چائی
کنھن دی تو دل کھل کھلائی ۔ کنھن نوں دار چڑھائی ہو
کنھن نوں وچ اُڑاہ سٹاویں ۔ کنھن نوں دل معراج سڈاویں
کنھن نوں قُربتوں قتل کراویں ۔ کنھن نوں زھر پلائی ہو
یونس پیٹ مچھی دے گھتا ۔ یوسف نوں وچ کھوہے سٹا
کرم ایوب نبی نوں کھا ۔ دل جرجیس جلائی ہو
بے سَرنامہ سرعطاری ۔ صوفی سر نیزے ہسواری
سر بُریان خلق دے خواری ۔ خاصاں عام ہنسائی ہو
بیدل تیڈے دامن لگڑا ۔ تنھن دے گل گھت سک دا سگڑا
تیڈے تارے تیڈڑے لگڑا ۔ منگتے دان دلائی ھو!

(سُر بلاولی)

۶۰

جنھن نوں عشق بتاوے راہ
تنھن نوں کون کرے گمراہ

عشق ہے پیر پیغمبر میڈا ـ عشق ہے ہادی رہبر میڈا
عشق ہے حیدر صفدر میڈا ـ عشق ہے میڈی پشت پناہ
عشق جڈاں وت حکم ہلاوے ـ یوسف[1] نوں بازار وچاوے
ذوالنون پیٹ مچھی دے پاوے ـ عشق ہے اصلوں شاہنشاہ
عشق اماماں[2] نال کیا کیتا ـ شاہاں جام شہادت پیتا
گھنڈیاں[3] ہاریا گھٹیاں جیتیا ـ برہا دی ذات ہے بے پرواہ
عشق انا الحق دا دم مارے ـ سولی تے منصور نوں چاڑھے
شمس[4] الحق دا پوست اتارے ـ عشق دی اعلیٰ ہے درگاہ
بیدل عشق منگیں درگاہوں ـ گھن انھیں چھکن[5] دیاں باہوں
مقصودیں رسیدا توں انھیں راہوں ـ رکھ انھیں ڈھکن چت دا چاہ

(سُر بلاولی)

---

۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۲ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۳ بہت ۴ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں ۵ عقل مند۔ ہوشیار۔

۹۱

مذہب دا سٹ کوڑا جھگڑا
وحدت دا گھن راہ

منصوری منصب وچ تھیونڑ ـ کل قصہ کوتاہ!
اپنڑیں سر حقیقت دی رکھ ـ عاقل توں آگاہ
وحدت دانت خیال کماویں ـ چھوڑ ثواب گناہ
بیرنگے دے رنگ ہیں تھیوے ـ محو سفید سیاہ
نال یقین دے ہر صورت ہیں ـ ویکھ توں وجہ اللہ
بیدل درد وجہاں نہ یابی ـ بر ہا جیہا بادشاہ

(سرجوگ)

۶۲

بھلا مٹھیوئی ڈھولیا
سانوں درس وکھا

وچ فراقیں کاہل ہویاں ـ خون جگر دا کھا
طرف عشاقاں دے رمزیں غمزیں ـ چوری چشماں چا
شاہ منصورنوں سولی ڈتڑا ـ سول لساڈے دی ساء
تبریزی دا پوش لہوایا ـ گھور لساڈے دی گھا
ساڈے نال بھی سوہنا سائیں ـ ڈاڈھی کالنوڑی لاء
دردعشق دا یار اسانوں ـ بھر کر جام پلا
بیدل تیڈڑے دامن لگڑا
اپنا ننگ نبھا

(سُرجُھنگلو)

۶۴

عشقے کا دریا
بے کنار عمیق سنیہے!

وِچ تُرنگ اکھیں دے یار دے ــ دو جگ رہن سماء
لہراں کھیں دی پل وِچ لوڑھے ــ عقل دا کل اُٹھا
"مِن خدا" دِیاں مارے موجاں ــ بر ہا بے پروا
غازی غوطہ مارن اُن وِچ ــ گُم کرن سرپا
بیدل صدقے وِچ انھاں توں
جنھاں کیئی جان فدا

(سُر سارنگ)

۶۴

اللہ کرے شاںؔ آوے
رانجھو ساڈے ویڑھے

جنھاں دے کیتے بیٹھی کڈیاں ۔ ملن سو پھیڑا پاوے
دلبر ساڈے ویڑے
ہیر نوں بیا کجھ خیال نہ کوئی ۔ رانجھو دا راہ پچھاوے
مارے عشق اویڑے
جی ہکواری ماہی موڑوں ۔ عاشقاں دے نال اُلاوے
صدق ونجاں سو پھیری
ساہ کنوں پیج سوہنا سائیں ۔ بیدلؔ سرسٹ سپاوے
شال وسے نت نیڑے!

(سُر جوگ)

---

۱ شالا ۔ اللہ کرے ۲ زیادہ داؤ

٦٥

آہے عشق عجب اوقات
جس پر آوے اس سمجھاوے

عشق آدم کوں ڈِتڑی ڈکھالی ــ اُس بہشتوں ہولئ نکالی
رو رو ڈینہاں رات ــ ملکاں فلکاں کُوک سُناوے
نوحؑ نبی طوفان کرائیں ــ ابراہیمؑ کوں آگ سڑائیں
ڈتے یونسؑ مچھی دے وات ــ سر یوسفؑ داول چکاوے
زکریاؑ سر کرت وہائیں ــ میر یحییٰؑ کوں ذبح کرائیں
ہے برہا اہا ئی بات ــ زوراں زوری طبل وجاوے
عشق اماماں نال کیا کیت ــ شاہاں جام شہادت پیتا

آ، سارا کھتیا اثبات ـ غازیاں سِر سر واہ گنواوے
شاہ منصور دے آیا نیڑے ـ کِپ ٹک کیتیں بیرے بیرے
گھن وست قرب دا کات ـ شیخ عطار دا سیں کٹاوے
شمس الحق تے صوفی نالے ـ عشق چکالیں سخت کُٹالے
بیدل برہ برات ـ کوئی منصب عالی پاوے

(سرآسا)

٦٦

حُسن بسنت بہار بے رنگی
چمن کھلیا چودھاری وے

"اَینما تَوَلّو" عاشقاں نوں — آپ ڈَسّس دِلداری وے
"شہر وَجہُ اللّٰہ" ڈیکھ تماشا — چار طرف گلزاری وے
نقش نِگار عجائب بنّیا — ہار سنگھار ہزاری وے
گلبدن گلزار ہیں آیا — ہر جا تے مہکاری وے
پھول کھلے کچنال بھی پھولے — اور کھلے گل اناری وے
سرو سنبل سوسن صدبرگی — بر ہیں عجب بہاری وے
باجھوں ڈیکھن یار پیارے — سیر چمن بیکاری وے
بیدل بو بہار دی پاویں — سرت ونجاویں ساری وے

(سُر بسنت)

۶۷

دَم اَللہ عشق کیتے ہیں جائی وے
دَم اللہ تیہن دی میں ہاں نپائی وے

عشق آدمؑ دے نال کیا کیتا نینوں نیر وہایا
ابراہیمؑ نوں زوراں زوری آتش وچ سٹایا
اسمٰعیلؑ کوں ذبح کریندا بنڈا بر ہا دقائی وے
عشق نبی یعقوب کوں ڈُترا داغ فراق دا ڈاڈھا
زلیخا کانڑ یوسفؑ دے کیتا طرف مصر دے کاڈھا
یحییٰؑ زکریاؑ دے لہو وَہہ وَہہ ورہ وہائی وے
عشق کہیں دے نال نہ کیتی جیہی نال اماماں
سِر اکھاں پا کاندے ہویا بیحد ہل ہنگاماں
کربلا دی سرزمین تے ہوئی قیامت جائی وے
پچھے وت منصور کوں عشقے سولی پکڑ چڑھایا

شیخ عطار دا سیس کٹا کے شمس دا پوش لہوایا
صنعاں ڈیکھ سیاست انہیں دی پھرندا خوک چرائی دے
شاہ شرف سرمد دے سر تے درد کیتی دھاڑ دھاڑی
صوفی دا سر عشق چڑھایا نیزے تے نزواری
کیئی سالک وتن سدھانے بار غماں سرچائی دے
مجنوں والیلیٰ دے کیتے ڈاڈھا جی جکھیندا
شیریں لئی فرہاد فراقے ہیں دا ٹکر ٹکیندا
ہیر رانجھو کوں بیدل ہے کیہی چاٹ چکھائی دے

(سرجوگ)

ص۱ فرہنگ ملاحظہ فرمائیں

۶۸

سکھ رمز وجود وجاون دی
نہیں حاجت پڑھن پڑھاون دی

اکھراں دے وچ جوئی اڑیا ۔ عشق دی چاڑھی مول نہ چڑھیا
اثباتی دا علم جو پڑھیا ۔ موزح اتھیں سر ساون دی
بارش برہا دی جئیں سر آئی ۔ سوز عشق وچ جالے سدائی
بیدرداں کوں کل نہ کائی ۔ درد دلے دود دکھاون دی
نال دلیل نہ لبھسی دلبر ۔ عقل نہ اوڈیں پتھیسی رہبر
سمجھے ماہم[۱] کو صوفی بےسر ۔ شاہی طبل وچاون دی
بحرِ عمیق میں جوئی پلوسی ۔ دین کفر دا دفتر دھوسی
ساری سُدھ اتھئیں کوں ہوسی ۔ ذات صفات سماون دی
بیدل[۲] گا ھ وحدت دی من توں ۔ طلسم وہم دوئی دا بھن توں
وچ مر دنح نزول دے گھن توں ۔ لذت آون جاون دی

۱؎ شدرہ پہیلی

۶۹

عشق دا اعلےٰ شان
مشکل سگھدے سمجھ سیاݨے

عشق دا مسئلہ عاشق جاݨن ــ موزح منصوری سالک ماݨن
چھوڑ خودی کوں نخان ــ سینے دے وِچ یار سماݨے
حسن دا قبلہ صحیح کیتوسی ــ سرِ خوباں دی نذر ڈِتوسی
سرت والا سامان؟ ــ لُٹ نیتا محبوب دے ماݨے
مُلا قاضی پڑھن کتاباں ــ بیٹھے تولن ڈُوہ ثواباں
نیہن بنا نادان ــ ماٰم محبت دی کون پچھاݨے
محویت جڈاں پل پیوسی ــ صَرف نحو سبھ بھل گیوسی
نیتا کفر ایمان ــ وحدت دے احوال اکاݨے
بیدلؔ چھوڑ حیوانی ہستی ــ حال حلاج دی ماݨ توں مستی
مرد سوئی میدان ــ جوئی اپݨا آپ سنجاݨے

(سُرنٹ کلیان)

ط اشارہ - پہیلی

سی حرفیاں

(ا)

الف آکھݨ دی کائی گل نہیں جوتوں
جتھ کتھ آپ وکھاوندا ہیں
ب بجلی وانگ جھلکار ڈکھاوت
آپ توں آپ چھپاؤندا ہیں!
ت تاب تجلی دا کون جھلے
کوہ طور نوں ریت بناوندا ہیں
ث "ثمّ وجه اللّٰه" آپ کھیو ہر رنگ میں
رنگ رساؤندا ہیں

ج جلوہ نور جمال ڈیکھو ہر شے میں
شاہ ظہور کیتا!
ح حل پیا وچ فلک فلک میں
خاک نواں منظہر نور کیتا
خ خاک دے حق لولاک آکھیس
انہیں خانے نوں بیت معمور کیتا

د دوست دا رایا اینویں آیا
ان اعرف سر مشہور کیتا

ذ ذوق وصال دا سوئی پاوے
جو ہستی نوں مار ہٹاؤندا جے
ر رمز روحانی سوئی جانے
جوئی چھوڑ جسم نوں جاؤندا جے
ز زہد علم دی جاء نہیں
روح منصب عالی پاؤندا جے
س سر دا واقف جوئی تھیوے
سوئی گیت انا الحق گاؤندا جے

ش شاہ لباس چاکاندے وچ
مخفی ہو کے جھنگ سیال آیا رے
ص صلو علیہ و آلہ سوہنا رے
صاحب حسن کمال آیا رے
ض ضو شمس دا چھپ گیا
جلوہ نور جمال آیا رے

ط طاق بھی طاقت عاشقاندی!
جڈاں شاہد خوب خیال آیا رے

ظ ظاہر نور ظہور کیتا سوہنے
روپ سروپ بنایا رے
ع عاشق ویکھ حیران ہوئی
جھٹ کھٹ رانجھو رنگ لایا رے
غ غیرت عشق دی غیر نیتا
سوہنے سبھو آپ سڈایا رے
ف فرق نہیں ہمہ اوست دے وچ!
کُلّ شئی ھو اللہ پایا رے

ق قال نوں چھوڑ تے حال ہیں رہ
جے توں حال حقیقی پاونا ہے
ک کار "موتوا قبل الموت" دی کر
جے توں جائے اصل مرجاونا ہے
ل لا الٰہ نوں من سوں لاء جی توں
فکر نفی دا کماونا ہے

م مرد تھیویں منصور وانگن جے توں
عین اثبات ییں آونڑا ہے

ن نفی وِچ کوئی دم رہیں تاں جو
فانی کُل صفات ہووے
و وکے موت نہ ڈیکھدا سو
جوئی محبت دے وِچ مات ہووے
ھ ہور حجاب نہیں کوئی جھڑاں
ذات اللہ اثبات ہووے
ی یاد جنھاں دے نال ملیا بیدل
اُنھاں بڑے درجات ہووے

---

(۲)

الف آ سوہݨا سُݨ حال میڈا تیڈے باجھ ہوں درماندیاں ئیں
راتیں آپ اکھیاں نوں نت وہے ڈیہاں خون جگر دا کھاندیاں ئیں
سُرندا درد غماندا دست دھرے سُر سوز فراق دا گاندیاں ئیں
بیدلؔ بار برہا دا باری جیم چاہ کنوں بسر چاندیاں ئیں

ب بحر اویڑا عشق والا ناپید کندھی گرداب ہوں
جس دے ویر گھیریاں گیر ہوئی ڈیکھاں دلنوں دہشت دا داب ہوں
جند تڑپھ تڑپھ وچ لہریاں دے مدہوش ہوئی بیتاب ہوں
بیدلؔ ہو عشق دی لوڑھ ڈبے سرت والڑے سوال جواب ہوں

ت ترک اُتاولی نین تیڈے ہن سوار برق رکاب ڈوہیں
جھٹ پٹ اون پھر لٹ جاون کرن عقل دا خانہ خراب ڈوہیں
وقت سوال جواب اسیراں دے ہن لاشک ملک عذاب ڈوہیں
بیدلؔ لڑ ہتناں دے لگ رہیا سوہݨا سٹ گناہ ثواب ڈوہیں

ث ثابت رکھیں دل یار ڈہوں ویکھ غم پچھوں متاں ہٹنائیں
تاب تپش برہا دا تکڑا ہے محبت نوں نہ کجھ منہ مٹنائیں
درد روز بازار ہے عاشقاندا وٹھ گھن جی کجھ وٹنائیں
بیدلؔ پاتلے اکھاں سوہݨا دے نال صدق صفا سر سٹنائیں

ج
جور جفا انھاں ظالماندا عین مہر وفا کرجاݨ سبھو
گھنی زہر انھاں دے ہتھوں پی پچھیں شہد شفا کرجاݨ سبھو
بار درد فراق دا چاہون چا، اہو درد دوا کرجاݨ سبھو
بیدلؔ مطلب کلی عشق سمجھ بیا خیال خطا کرجاݨ سبھو

ح
حال کیا پچھدائیں عاشقاندا بجھوں یار انھاں نوں چین نہیں
وِچ ہک صبر تک رہن بجھ شکھ انھاں دن رین نہیں
ڈینہاں نہ رکھدا طلب طعام دی راتیاں نینڈ انھاں دے نین نہیں
بیدلؔ دوست جنھاں دے دل وسے انھاں غم غرض دارین نہیں

خ
خوبصورت من موہ مورت حوراں پریاں ڈیکھ حیران ہوون
ملک فلک اُتے سبحان پڑھن فلک سک میں سر گردان ہوون
جلوہ شمع دا ڈیکھ کراں سج چندر ڈوہیں پروان ہوون
بیدلؔ بخت بلند انہیں دے جے راہ عشق دے وِچ قربان ہوون

د
دل اسا ڈڑی لٹ نیتی انھیں ظالم زلفیں والڑے جے
ڈوہیں زلف گلاں اُتے ڈھک رہے سوہن گل بنفشہ نالڑے جے
گرداب حیات ظلمات آکھاں یا گنج تے بشیہر کالڑے جے
بیدلؔ خاطر پریشاں کیوں نہ تھیوے ڈیکھ الٹی چالڑے جے

ذ
ذوق تساڈڑے شوق دا بس تیڈی یاد میں شاد گذاردا ہوں
غم ہم کسے دا ہور نہیں سنج صبح تساں نوں سنبھاردا ہوں
طوق طلب تیڈے دا گل میڈے قمری وانگے پر توں پکاردا ہوں

بیدلؔ بو گلاں دی گھیر نیتا کوئی بلبل مست بہار دا ہوں

ر روز ازل دی ڈیٹھڑا میں شمع حسن دا نور جمال میاں
دل سوں گئی جان وچ پئی شعلے وانگ پتنگ مثال میاں
اکھیاں نت مہارن جا بجا انھیں خواب دا خوب خیال میاں
بیدلؔ شب قدر آہا رات آہے جو بیتا سوہنے دے نال وصال میاں

ز زورا زوری دھاڑا کرن دوڑے خونی نین تیڈے سرمست بھلا
غمزے ناز دے توپ تفنگ مارن ڈیون کھرایاں کھوٹیاں نس شکست بھلا
دام زلف سیاہ جھٹ پٹ کرن آپ جاوندا نوں پابست بھلا
بیدلؔ موہ نیتی دل عاشقاں دی انھیں چشماں والڑے جیت بھلا

س سوز عشق دا بار سدا عاشق چم کے سر تے چاوندے نی
ہستی چھوڑ خودی نوں ہاڑ رکھے نین نیناں دے وچ اڑاوندے نی
منہ موڑ دوئی دے دور کنوں تا وحدت والڑا سر چھاوندے نی
بیدلؔ بھید برہ دا سیئی سمجھن جے خود کنوں تھیاں جاوندے نی

ش شاد ہوئی تے آزاد ہوئی چھٹی دلڑی غیر جنجال کنوں
جسم جیفا دے وانگوں سٹ گھتیس بہرہ لدھس نور جمال کنوں
قیل قال سبھا ای چک گئی حیرت منہ ڈکھایا حال کنوں
بیدلؔ خانہ اساڈا آباد ہویا انھیں شاہد خواب خیال کنوں

ص صاف صفاتی سیر وچوں عاشق ذاتی مطلب پاوندے ہن
جام خودی دا پر بیندے سے خاناں خودی دا جلاوندے ہن

جڈاں آن اثباتی زور ڈیوے تڈاں انا الحق الاوندے ہن
بیدل کیہا گناہ انہاں کیتا کیتے عشق دے سیس کپاوندے ہن

ض

ضِد نہ تھیویں عارفاں دا انہیں ٹولی دا محض مرید رہیں
قول فعل انہاں دا جیہا ڈیکھیں ہر حال ادب ہیں مزید رہیں
جوئی رنداں دے حال دا منکر ہے انہیں بھیتو کنوں بعید رہیں
بیدل اہل دلیں دا تھیہ دلوں توں تہ بندہ مُلھ خرید رہیں

ط

طور عجب کوئی ڈٹھڑا ایں شاہ حسن دے ہل ہنگام دا ہے
فوجاں غمزے نازدیاں چھٹک پیاں رکھدے عزم جزم قتلام دا ہے
عاشق رُوحی فدا کی نوں ورد کیتا دیکھ مکھ انہیں آتش خام دا ہے
بیدل سر ڈیون سیئی گو نیتوں پاون ذوق وصال دوام دا ہے

ظ

ظاہر ہوندا تیڈے اکھیاں وچوں کوئی غازی غمزے بازیں توں
دل نال کرشمہ لگدی سوہنی چال سراپا نازیں توں
پھتی تیر بھرواں دی سینگ تینوں کیہا کھڑا تیر اندازیں توں
بیدل درس تیڈے وچ مست ہویا سانوں ساقی محفل رازیں توں

ع

عشق تیڈا ہے امام ساڈا ڈوجھا مذہب دین نہ جانداں ہیں
من طرف تساڈے سجود کیتا قبلہ ہور نسے کو چھا ٹنداں ہیں
میں تاں علم عقائد بھل گیاں بھتیاں خام در خو باندا ہیں
بیدل برہا جیہی کائی چیز نہیں جاوندا قسم بھلے قرآنداں ہیں

لہ بھائی۔ خوف و خطر

غ

غرض عشاقاں دا ہور نہ کو باجھوں ڈیکھن یار پیار ڑے دے
ڈیکھ خونی نین خمار بھرے ہوندے گھائل زخم اشتار ڑے دے
ناوک ناز جڈاں معشوق مارن بھیتوں عاشق قتل نظار ڑے دے
بیدل کون سُنّے باجھوں یار سوہنّے دھانہاں دردیاں اہیں بیچار ڑے دے

ف

فہم عقل دی جا نہیں جتھاں عشق مریندا تیر کاری
ہوش خود بخود حیران ہوندا جڈاں ڈیکھن برہا دا بار باری
جتھاں نیناں دی گھوڑی آن دوڑی فوجاں حسن کریندیاں دھاڑ دھاڑی
بیدل کون اتھاں دم مار سگے گئی پاکباز ال دی شہرت ساری

ق

قدر معشوق دا سو ئی جانے جوئی آپ کنوں آزاد ہوندا
جاں جاں غیر سرایا گم نہ ہو تاں تاں برہا سبھو برباد ہوندا
نہیں لاوڻ دے وچوں مالکاں نوں موتو قبل الموت مراد ہوندا
بیدل گم تھیون سیئی پُر پیون ایویں عشق کنوں ارشاد ہوندا

ک

کسب نفی دا سکھ گھن جے توں فکر فنا دا کماوناں ہے
سٹ خیال خودی دا حباب وانگوں جے توں دریا وچ سماوناں ہے
ہستی چھوڑ خودی نوں پوڑ جے توں وحدت وچ رل جاوناں ہے
بیدل باجھ فنا دے کہیں حیلے ہرگز ذوق وصال نہ پاوناں ہے

ل

لاابالی اُنہاں سوہنیاں دی نسے آندی کسے بیان وچے
جڈاں تیغ جفا دی تنگی کرن کھتن لرزہ زمیں زمان وچے
تڈاں ناز دا خنجر خوب مارن لکھ خون کرن ہک آن وچے

بیدلؔ بات نہ کائی آکھ سگّے اِنھاں شیر دلاندی شان وِچے

م

مُلاں کی جانڑ عشق وِچوں گوشے بہہ کتاباں پڑھندے نے
عشق عرش دی ماڑی دی پوڑی ہے اِتھوں عالی ہمت چڑھندے ہے
مارمن قدایم دالاطبل سولی متھے سواری کرندے نے
بیدلؔ خوف والاں دی جانہیں اتھاں پیر دلا وردھرندے ہے

ن

نور الٰہی جگ دے وِچ احمد نام سڈا کے ظہور کیتا
انھیں نور کنوں رب نال کرم عرش نوں مظہر نور کیتا
جلوے نور نبی دے اپنا مان کڈاں شمس کڈاں منصور کیتا
بیدلؔ حسن یہ جلوا انھیں دلہے تڈاں عارفاں جا منظور کیتا

و

وس ساڈا نہیں چلدا کو انھیں سرو سراپا ناز اگوں!
دور چشم سیاہ دا ڈیکھ سگّے دل جیویں کبوتر باز اگوں!
قصہ عمر دا کوتاہ جلد تھیوے انھیں سوہنے دی زلف دراز اگوں!
بیدلؔ شمع دے وانگوں کھڑ رہیں سر سٹ توں سوز گداز اگوں!

ھ

ہمہ دا قائل تھیونا ہئی ایں قال وِچوں سِکھا حال تھیسی
باجھ خیال وحدت دے یار میڈا ڈیکھنڑ ذات دا محض محال تھیسی
جڈاں دم دوئی دا گھٹ پیا تڈاں خوب یگانہ خیال تھیسی
بیدلؔ ثمہ وجہ اللہ عین عیان ہر جا یار دے نال وصال تھیسی

ی یاد مولی دے وچ نت رہیں باجھ ذکر نہ دم اٹھاوناں ہئی
نال فکر فنا دے راتیاں ڈینہاں خیال بدھ خودی داگنواوناں ہئی
در پیر مغاں دا متاں چھوڑیں انہیں خاک دے نال رلاوناں ہئی
بیدلؔ مرشد جدّاں وت مہر کرے تداں مطلب کلی پاوناں ہئی

انتخاب

کلامِ بیکس

تعارف

آپ کا نام محمد محسن اور تخلص بیکس تھا۔ آپ ۱۸۵۹ء میں روہڑی میں بیدؔل کی دوسری بیوی کے ہاں پیدا ہوئے۔ بیدؔل نے آپ کی پیدائش پر درج ذیل تاریخ کہی ؎

بیست وہشتم جماد ثانی زاد   محسن و مولدش مبارکباد
پنج ہفتاد یک ہزار و دو صد   ز ہجری رسول شاہ افتاد
حق تعالیٰ بحق حسینش   از حوادث مصون دار اد

آپ نے اخوند عبداللہ کے پاس تعلیم پائی۔ جنہوں نے رواج کے مطابق آپ کو فارسی کی تعلیم دی۔ اور سکندر نامہ پڑھایا۔ آپ نے عمر بھر شادی نہ کی۔ اپنے والد کی طرح مجازی عشق کے مرحلے سے بھی گزرے۔

آپ کو صوفیاء کرام سے بڑی عقیدت تھی۔ آپ نے شہباز قلندر اور صوفی عنایت اللہ شہید کے درباروں پر نہ صرف حاضری دی بلکہ اُن کی شان میں نظمیں بھی کہیں۔

آپ نے اپنے والد بیدؔل کی وفات پر ایک نوحہ لکھا اور بعد

میں اُن کی تعریف میں ایک طویل نظم کہی۔ آپ اپنے والد کو اپنا مرشد مانتے تھے۔ کہ

بیکس مرشد بیدل جیہا ہووے تا دم وچ دوست ملاوے

آپ علوم اسلامیہ کے ماہر جید عالم اور وجودی صوفی تھے۔ آپ کا پورا کلام وحدت الوجود سے بھرا پڑا ہے۔ آپ کی تمام زندگی تبلیغ میں گزری۔

آپ کے نزدیک سب انسان برابر تھے۔ آپ ہندوؤں اور مسلمانوں میں تمیز روا نہ رکھتے تھے۔ بلکہ صرف نیک اعمال پر یقین رکھتے تھے۔ آپ نے سندھی، سرائیکی اور فارسی میں شاعری کی۔ سرائیکی میں آپ نے ڈوہڑے اور کافیاں کہیں۔ جن کا موضوع حسن و عشق اور تصوف ہے آپ کا کلام طبع ہو چکا ہے۔

آپ ۱۸۸۱ء میں عین جوانی کے عالم میں فوت ہوئے ہندوؤں اور مسلمانوں کی کثیر تعداد نے جنازے میں شرکت کی۔ آپ کا مزار روہڑی میں ہے۔

ڈوہڑے

(۱)

تن من اندر تیڈیاں تاراں راز رُباب وجیندا
شوق شراب تساڈا ساکوں بے تاب کرشیندا
بیکس سگ دروازہ خوباں سوزوں سیس کٹیندا

(۲)

بیکس خادم در انھاں دا جنھاں دین ایمان ونجایا
علم عقل دی جا نہ کائی کلی ہوش گنوایا
مدہوشی دی منزل اُتے صدقے سر کرایا

(۳)

زلف زنجیر ساڈے دلبر دے یاوت بشیہر کالے
نین خماری توپ تفنگاں کون انھاں وچ جالے
بیکس صدق جا انھاں توں، نین جنھاں دے آلے

(۴)

شام سندر دے ڈیکھݨ کیتے دِل دستوں گئی موری
جھل پل تھکیاں دل اپنی نوں، دِل کھسدا زوری
ل معشوقاں ہر گھٹ دے وِچ بیکس کھیلن ہوری

(۵)

واہ ڈٹھے خوش ساہ ہتھیا جتھ بہہ بہہ کریندے بولڑیاں میں گھولڑیاں
ملک ہزاری حوراں پریاں توڑے ہوون سبھے تھولڑیاں میں گھولڑیاں
بیکس بے وس یاد کریندے آہے جانی والیاں بولڑیاں میں گھولڑیاں

(۶)

واہ ڈٹھے خوش ساہ ہتھیوے بہہ بہہ کریندے بولڑیاں میں گھولڑیاں
درد دا دریا دل وِچ میڈے چھوہوں کریندے چھولڑیاں میں گھولڑیاں
بیکس من ماندا نہ کریں جو صاحب کرسی سولڑیاں میں گھولڑیاں

(۷)

رانجھا سائیں چھوڑ نہ جائیں میں ہاں تیڈی گولی
میڈے من کوں بھاندی ہمیشہ مٹھڑی تیڈی بولی
بیکس بے وس کیا کرے جو برہا چا لائی ہولی

(۸)

توں صاحب تخت ہزارے دائیں جھنگ سیال دی جٹی
تیڈے کیتے تے خدا جانڑے ہنجھاں کیتے چٹی!
بیکس بے وس کیا کرے جو دل سمائی پھٹی

(۹)

ہیر کنوں تدبیر گئی جڈاں رانجھنڑ پاتی جھاتی!
برہا کا سائی اندر وڑیا لا کہاڑی کاتی!
بیکس بے وس کیا کرے جو کائی چھڈیندا چھاتی

(۱۰)

نیناں ناز دی فوج چڑھیندے مول نہ کریندے ٹالا قسم تعالیٰ
ڈیکھنڑ سیتی یار سجنڑ دے برہا مریندے بھالا قسم تعالیٰ
عشاقاں حق حاصل کیتا، ملیں دا منھن کالا قسم تعالیٰ
بیکس کنھن دا کم نہ پووے بے پرواہیاں دے شالا قسم تعالیٰ

(۱۱)

آئی بہار گئی خزاں گل پھل کھڑے سب ساوے
تن طنبور اگوں سبھ تاروں روح رباب وجاوے
بیکس مرشد بیدل جیہا ہووے تاں دم وچ دوست ملاوے

کافیاں

۱

میں تساڈے دامن لگڑی ۔ جیہیں تیہی بے حال ماہی
میں کمینی کوڑی کوجھی ۔ توں میرا ننگ پال ماہی
اپنا ننگ سنجانڑ توں آپے ۔ ڈیکھ نہ میڈے بدحال ماہی
حال اساڈا ڈیکھ کے بھالیں ۔ نام مولا دے بھال ماہی
بکیس سگ کوچے تیرے دا
منگدا حلاجی حال ماہی

(سُر جوگ)

٢

میڈی توبہ توبہ زاری
در لساڈے سوہنڑا

دلڑی کو کیندی تیڈے کیتے ـ درد بھری ویچاری
دلڑی نماݨی ہوئی جوگیاݨی!! ـ آزی کرے لکھ واری
ناز نیناں دی خبر نہ کائی ـ لٹوں لگی لاچاری
کڈے پڈے ڈینہہ لنگھایم ـ روندے رین گزاری
بے کس بے وس ہویا بیراگی
برہا لگا کوئی باری

۳

ماہی مینوں بخشا، ڈکھاں دا ڈاج
علم عقل سبھ بھل گیو سے شرم جا سبھ نیتیں لاج

روندیں پٹدیں میں رین گزاری — کرم قبیلے میں ذات وساری
بابل مائی رجیندے ماری — جیویں رانجھن چھوڑیا راج
جی کریندا جانی جانی !! — دم دم دلڑی تھئی دیوانی
جانی دا مٹ کو نئیں ثانی — سبھیں دا ہے سرتاج
برہا بلاہن سرتے آیا — سوز گداز دے جوش جلایا
درمل داروں کم نہ آیا — عشق دا نئیں کو علاج
بیکس بے وس یاری یاراں — توڑ نبھاون مشکل کاراں
کیتئی سڑ گئے اتھاں سرداراں — توں بھی تک محتاج

(سروہاگ)

۴

طرف اساڈے آویں ڈھول
نال اساڈے کی کجھ بول

نال دیداں دے دھاڑ کریندائیں ۔ ظاہر باطن مفت مریندائیں
مہر کریں چشماں چول
صورت دے وچ سوہنا سائیں ۔ ویس وٹا کے آیا اتھائیں
رُخڑا نقابوں نازک کھول
لحظے لحظے ناز کریندائیں ۔ چشماں کرڑی چال چلیندائیں
کرکے انسانی دی اد ل !!
بیکس بردا تیرے دردا ۔ سانگ سٹیندا اپنے سردا
آ "کنیتہ" میرے کول

(سرآسا)

۵

ماریا سانوں محبوباں دے ماٹے ۔ عشق نیتا احوال
دیداں دلیاں کرن خریداں ۔ چشماں کرڑے چال
نازنیناں دے دلڑی نیتی ۔ ہیٹا کیتس ہُن حال
دلبر گیا پردیس اساڈا ۔ نت نت پاندیاں فال
بیکس بیوس ہے سگ سوالی
بیدل من سوال!

(سُر سارنگ)

۶

دیداں والے دام! ــ راہ مسافر قید جو کیتا
حال ہکائی بوڑ ہیائی ــ جذبے داپلی جام
وحدت والا فکر یگانا ــ خیال خودی دا خام
بکیس ظاہر بندہ بُنیا
روح آکھے میں رام

(سُر دھناسری)

۷

دیداں والے دام ـ محکم کیتا مینوں
بیدل بیشک سانوں پلایا ـ جوشش دا بھر کر جام
عشق عجائب وحدت والا ـ خیال سبے سبھ خام
ویکھ نیناں دے نازنیارے ـ قاضی کہندے رام
تسبیح چھوڑ جٹیاں گل پانڈے ـ حسن دا ڈیکھ ہنگام
بیکس سیالیں سر چڑھ آکھن
برہا کیتا بد نام !

(سُر دھنا سری)

۸

بازی عجب بنائی ۔ آدم نام دھرا کے
کائے عاشق نال نیاریں ۔ رمزیں تال ریجھائیو
چشماں چوٹ چلا کے
ناز معشوقے کتھاں رکھدا ۔ "اقرب"[۱] تال الائیو!
برہا دی راہ بتا کے
نور نیارا اندر باہر ۔ آپ نوں آپ بھلائیو
ناز دی رمز رسا کے
ہور نئیں کو باجھوں بجن دے ۔ وہ وہ حکم ہلائیو
بیدل نام سڈا کے
بکیس نالے جانی جانی ۔ برہا دا باغ بنائیو
جندڑی جان جلا کے

(سر جوگ)

۱۔ قرآن مجید کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْہِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْد (سورۃ ق آیت ۱۶)
ترجمہ: اور ہم شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں

۹

حسن بیرنگی رنگ میں آیا ــ میڈے من کوں بھاوٗندا جی
ولیں بسنتی آپے کیتس ــ جام شراب شہودی پیتس
رمزیں نال ریجھاوٗندا جی !
شاہی چھوڑ کے جھنگ میں آیا ــ بیرنگی ہُݨ رنگ میں آیا
رو رو پاند پساوٗندا جی
آپے کیتس ولیس بسونتی ــ کتھ شرابی کتھ کلونتی
ساز سرود بجاوندا جی
بیکس رکھ توں سرت سدائی ــ پیش حسن دے کر توں گدائی
خانہ خودی دا جلاوندا جی

(سرجوگ)

۱۰

رانجھن والے راز ـ میڈا من موہیا!
تخت ہزارے داشاہ سیلانی ـ جھنگ سیلانی آیا جانی
صورت وچ مجاز ـ سانوں حاصل ہویا
غمزاں رمزاں مار کے سانوں ـ بے غرض ہے اساتوں
بے خودی دا باز ـ سر اساڈے صاحب سویا
صورت، ساڈا سبھ بھلایا ـ عشق دے کیتے فرش تے آیا
بیکس سوز گداز
دِل دا جامہ دھویا

•

۱۱

چاک کیتے دربانندی دلڑی ـــ چاک ڈِتا سانوں چاک
عشق دے کیتے فرش تے آیا ـــ عرش چھڈے افلاک
سر پہ چھت لولاکی تینوں ـــ نہیں توں ہرگز خاک
حسن تیرے دا سجدہ اساں تے ـــ فرض ہویا بے باک
بیکسؔ نوں ڈے نام مولا دے
پیرت والا پوشاک

(سُر جوگ)

فرہنگ

۱۔مغل: مغل برصغیر کی ایک معروف قوم ہے جس کا اصل وطن منگولیا ہے۔ برصغیر میں خاندان مغلیہ کے بانی ظہیر الدین بابر کا تعلق منگول بادشاہ چنگیز خان سے تھا۔ مغل قوم ۱۵۲۶ء سے ۱۸۵۷ء تک برصغیر ہندوپاک پر حکومت کرتی رہی ہے۔

بیدلؔ کی شاعری میں مغلوں کے حملے ظلم کی علامت میں بیان ہوئے ہیں۔ وہ محبوب کے تیر نظر اور نازو انداز کو مغلوں کی تیغوں کے وار سے تشبیہ دیتے ہیں۔

۲۔رانجھو: عام روایات کے مطابق اصل نام دیدھو تھا۔ اور ذات "رانجھا" تھی۔ ہزارے کا رہنے والا تھا۔ اور اس کو جھنگ کی ایک سیال عورت "ہیر" سے محبت ہوگئی۔ وہ کئی سال تک اس کی بھینسیں چراتا رہا۔ جب ہیر کے رشتہ داروں کو اس کی محبت کا علم ہوا تو ہیر کو "رنگ پور" کے ایک کھیڑے "سیدے" کے نکاح میں دے دیا۔ لیکن رانجھا وہاں سے ہیر کو جوگی بنا کر لے اڑا۔ مگر راستے میں ہیر کو پکڑ کر اس کے والدین اپنے ہاں لے گئے۔ اور بدنامی کے ڈر سے زہر دے دیا۔ رانجھا ہیر کی موت کی خبر سن کر اس کی قبر پہ پہنچا۔ اور جان دے دی۔ اب دونو کا مقبرہ جھنگ میں ہے۔ اس کے علاوہ رانجھے کی قبر تخت ہزارے میں بھی ہے۔ بعض روایات کے مطابق "رنگپور" سے بھاگنے کے بعد ہیر اور رانجھا حج کو چلے گئے۔ اس کے علاوہ مختلف روایات میں بے شمار اختلافات موجود ہیں۔

بلال زبیری مرحوم کی تحقیق کے مطابق "رانجھو" کا اصل نام "مراد بخش" تھا۔ وہ ذات کا رانجھا تھا۔ یہ قوم سرگودھا ضلع میں آج بھی آباد ہے اور اسے مخدوم سید احمد کبیر بخاری نے مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ رانجھا اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق جھنگ کی عارفہ "عزت بی بی" المعروف "ہیر" کے پاس روحانی منازل طے کرنے کے لئے گیا۔ اور ساری عمر وہاں رہا۔ کھروں نے سیاسی مخالفت کی وجہ سے سیالوں کو بدنام کرنے کے لئے ہیر اور رانجھا کے من گھڑت معاشقے کو مشتہر کر دیا

یہ واقعہ حاکم لاہور بہلول لودھی کے زمانے کا ہے
مختلف شعراء اس واقعے کو سب سے پہلے نظم
کرنے کے دعویدار ہیں۔ ان میں ایک "دامودر داس"
بھی ہے۔ وہ اسے اکبر اعظم کے دور کا چشم دید واقعہ
بیان کرتا ہے۔ صوفی شعراء کے نزدیک یہ رومان
بھی محبت کی روشن مثال کی حیثیت رکھتا ہے
ان کے ہاں رانجھا بطور محبوب کی علامت کے
استعمال ہوتا ہے۔ سرائیکی میں بہت سے شعراء نے
اس رومان پر طویل نظمیں یا مثنویاں کہی ہیں۔
ان میں چراغ اعوان۔ سچل سرمست۔ اللہ بخش
عارض۔ سوبھا خان۔ مولوی نور دین مسکین۔
حاجی اللہ بخش خادم۔ احمد بخش غافل۔ کریم بخش
وامق۔ میرن شاہ اور کئی دوسرے شامل ہیں
بعض شعراء نے اس رومان کو ایک تمثیل قرار دیا
ہے۔ مولوی نور دین مسکین کے ہاں اس رومان
کے کردار مختلف علامات کے حامل ہیں۔

قصہ معراج دا سن ہوش ڈے کر
رانجھیٹے ہیر دے کوں پوش ڈے کر
میرا مقصود رانجھن مصطفےٰ ہے
تے جوگی لامکانی خود خدا ہے
تے مائی ہیر ہے امت گناہگار
اتے کھیڑا اویڑا نفس بدکار

۳۔ رنگ پور: رنگ پور ضلع مظفر گڑھ
میں مظفر گڑھ شہر سے تقریباً چالیس میل دو جھنگ
روڈ پر واقع ہے۔ ہیر کی شادی اس شہر میں "سیدے"
کھیڑے سے ہوئی تھی۔ اسے رنگپور کھیڑیں والا
بھی کہا جاتا ہے۔ کھیڑے اب بھی وہاں آباد ہیں
موجودہ شہر دریائے چناب کی تباہ کاریوں کی
وجہ سے تیسری جگہ پر آباد کیا ہوا ہے۔
• سرائیکی شاعری میں رنگپور کا عام ذکر ملتا ہے
بعض اشعار میں اسے علامات کے طور پر بھی استعمال
کیا گیا ہے۔ خواجہ فرید کا کلام ملاحظہ ہو:

رنگ پور دے ہن پنتھ نیارے
ہک نوں لوٹے ہک نوں تارے
ہک پیا جیتے ہک پیا ہارے
تُلدے ماسے تولے

۴۔ کنز: پورا نام کنز الدقائق ہے۔ فقہ حنفی
کا نہایت مختصر اور مستند متن ہے۔ ابوالبرکات
عبداللہ بن محمود نسفی کی تصنیف ہے۔ علامہ
محمود بن احمد عینی مصری (۱۳۷۰ء تا ۱۴۵۱ء)

کی تالیف رمزالحقائق اس کی معتبر شرح ہے۔
جو ۱۳۱۴ء میں مکمل ہوئی۔ صوفی شعراء کے نزدیک
یہ کتاب ظاہری علم سے تعلق رکھتی ہے۔ اس لئے
لائق توجہ کم ہے۔ بیدلؔ کہتا ہے ؎

دُرہدایا کنز قدوری :: طوائے نوں ڈیوے مغروری
جنہیں دا منصب ہے منصوری :: کھیلے برہ دی بازی مو

۵ قدوری: فقہ حنفی کی معتبر کتاب ہے
نصاب میں بھی شامل رہی ہے۔ ابوالحسن احمد
بن محمد قدوری بغدادی (وفات ۱۰۳۶ء) کی
تصنیف ہے۔ جوہر نیرہ اس کی مستند شرح ہے
صوفیا کے نزدیک اس کتاب کا تعلق کنز کی طرح
ظاہری علوم سے ہے۔ اور درویش کے لئے لائق
توجہ نہیں۔ خواجہ فریدؔ فرماتے ہیں ؎

سکھ ریت روش منصوری نوں
بُٹ کھٹپ رکھ کنز قدوری نوں

۶۔ بندرابن: متھرا کو بندرابن کہا جاتا
ہے۔ سری کرشن کی ولادت یہیں ہوئی تھی۔ یہ
ہندوؤں کی زیارت گاہ ہے۔ شعرا کے نزدیک
اس سے محبوب کا وطن مراد ہوتا ہے۔ خواجہ
فریدؔ کہتے ہیں ؎

بندرا بن میں کھیلے ہوری :: شام دوارے گھوکل لال
بندرابن کو "بن موں" بھی کہا گیا ہے ؎

اج بن موں برج راج بنسری بجائی
بنسری بجائی اگن گیت گائی

۷۔ شام سُندر: شام سری کرشن کا لقب
ہے۔ سُندر کا مطلب حسین ہے۔ سری کرشن
یادو بنسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ متھرا میں
راجہ کنس کی بہن دیوکی کے گھر پیدا ہوئے۔
نجومیوں نے بتایا اس سال جو بچہ پیدا ہوگا۔ وہ
راجہ کنس کو مروا دے گا۔ اس خوف سے راجہ کنس
نے کئی بچے قتل کرا دیئے۔ جس کی وجہ سے پیدائش
کے بعد سری کرشن کو اس کی ماں نے دریا میں بہا
دیا۔ سری کرشن راجہ کنس کی رانی کے ہاتھ لگا۔
اور وہاں پرورش پائی۔ ایک روایت کے مطابق
آپ گوالوں کے ہاں پرورش پاتے رہے۔ بانسری
خوب بجاتے تھے۔ جس سے "رادھا" ان پر عاشق
ہوگئی۔ آپ کی شادی رانی رکمنی سے ہوئی ــــ
مہا بھارت کی جنگ جو کوروؤں اور پانڈوؤں
کے درمیان ہوئی میں آپ نے پانڈوؤں کا ساتھ
دیا۔ راجہ کنس آپ کے ہاتھوں قتل ہوا۔

آپ نے ۴۶ سال تک "دوارکا" میں حکومت کی اور ۹۸ سال کی عمر میں وفات پائی۔ بھگوت گیتا جس کا مطلب پڑتا کا گیت ہے میں آپ کی تعلیم کا خلاصہ درج ہے۔ آپ کے نزدیک روح فنا نہیں ہوتی۔ فنا ہونے والی چیز صرف انسانی جسم ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ نتائج سے بے پرواہ ہو کر اپنے دین پر چلے، ہندو مذہب میں سری کرشن کو اوتار کا درجہ حاصل ہے۔ ڈاکٹر وزیر آغا کے مطابق کرشن بیک وقت زرخیزی کی علامت بھی ہے اور علم و آگہی کا سرچشمہ بھی۔ اپنی پہلی حیثیت میں وہ گوپیوں کے ساتھ رنگ رلیاں مناتا اور مکھن چرا کر کھاتا ہے اور اپنی دوسری حیثیت میں ارجن کے رتھ کی باگیں تھامے اسے حیات و کائنات کے سربستہ رازوں سے آشنا کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

۸۔ ہیر: عام روایات کے مطابق "ہیر" جھنگ کے چوچک سیال کی بیٹی تھی۔ اسے ہزارے کے باشندے رانجھے سے محبت ہو گئی۔ جب اس کے رشتہ داروں کو اس کی محبت کا علم ہو گیا۔ تو اسے رنگپور کے سیدے کھیڑے کے نکاح میں دے دیا گیا۔ لیکن وہ وہاں سے اپنی نند سہتی کی مدد سے رانجھے کے ساتھ چلی گئی۔ لیکن پکڑے جانے کے بعد اس کے والدین نے اسے زہر دے دی۔ اس کا مقبرہ جھنگ میں ہے صوفی شعراء کے کلام میں ہیر سچے عاشق کی علامت کا درجہ رکھتی ہے۔

بلال زبیری مرحوم کے مطابق ہیر کا اصل نام عزت بی بی تھا۔ یہ اپنے باپ چوچک کے مرشد سید احمد کبیر بخاری کی دعا کے نتیجے میں پیدا ہوئی۔ ہیرا اس کا لقب تھا۔ جس کا مطلب عابدہ یا پیر کی گئی ہے۔ رانجھا اپنے مرشد کی ہدایت کے مطابق سلوک کی منازل طے کرنے کے سلسلے میں ہیر کے ہاں رہائش پذیر تھا۔ سیالوں کے سیاسی مخالف کھرلوں نے ہیر کا رانجھے کے ساتھ من گھڑت معاشقہ لوگوں میں پھیلا دیا۔ اس کی تصدیق ڈاکٹر محمد باقر کی تصنیف پنجابی قصے فارسی زبان میں" سے ہوتی ہے۔ جس میں تحریر ہے کہ سیالوں کی ہتک اور توہین کے لئے کھرلوں نے اس قصے کو پھیلایا اس قصے کو سب سے پہلے بیان کرنے کے دعوے داروں میں "دامودر داس" کے علاوہ فارسی

سعید سعیدی" اور "نا ... خان"

کا نام شامل ہے۔

۹۔ ثم وجہ اللہ:۔ یہ قرآن کی اس آیت کا حصہ ہے۔

فاینما تولو فثم وجہ اللہ البقرۃ ۱۱۵

ترجمہ تم جس طرف منہ کرو۔ اس طرف اللہ متوجہ ہے۔

وجودی صوفیا اس آیت کو اپنے وجودی مسلک کی تائید میں استعمال کرتے ہیں۔

۱۰۔ منصور:۔ ابو عبداللہ حسین بن منصور حلاج ۸۵۷ء میں بیضاء میں پیدا ہوئے اپنے والد منصور کے نام پر مشہور ہوئے۔ روئی دھننا ان کا پیشہ تھا۔ اس لئے حلاج کہلاتے تھے واسط میں نشوونما پائی۔ عرب ہند اور ترکستان کی سیر کی۔ تصوف پر کئی کتابیں لکھیں۔ "انا الحق" کہنے کے جرم میں ۲۶ مارچ ۹۲۲ء کو پھانسی چڑھائے گئے۔ صوفیا کے نزدیک وہ واصل باللہ تھے اور ان کا رتبہ مرشد کا تھا۔ خواجہ فرید کہتے ہیں ؎

ملاں وی سخت ڈسیندے ؛ بیشک ہن استاد ولیندے

ابن عربی تے منصور

بعض لوگوں کے خیال کے مطابق وہ جادوگر اور بے دین تھے۔ شاعری میں عام طور پر منصور کو سچائی کے اظہار کی علامت کا درجہ حاصل ہو گیا ہے۔ سرمد شہید کا شعر ہے ؎

عمریست کہ آوازۂ منصور کہن شد

من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

خواجہ فرید فرماتے ہیں ؎

عاشق مست مدام ملامی ؛ کہہ سبحانی بن بسطامی

آکھ انا الحق تھی منصور

۱۱۔ انا احمد بلا میم:۔ یہ ایک حدیث کا حصہ ہے جس کا مطلب ہے کہ میں میم کے بغیر احد ہوں۔ اسی مفہوم کی ایک اور حدیث کو بیدل نے اپنے اس شعر میں بیان کیا ہے ؎

انا عرب بلا عین۔ آکھیں عربستان میں

صوفیا ان احادیث کو اپنے نظریہ وحدت الوجود کی تائید میں پیش کرتے ہیں۔ خواجہ فرید کے ہاں بھی اس قسم کے اشعار ملتے ہیں ؎

احد الاپن احمد آیا ؛ <u>موہیں</u> چاپن مچایند

احمد اوہی ہے احد اہے ؛ میم دے اوہلے دلڑی موہے

<u>دھیان فرید رکھیں ہر آن</u>

حسن ازل دا ہتیا اظہار ؛ احد دن ولیں ڈٹھا ہی احمد

۱۲۔ سُبحانی ما اعظم شانی:۔ یہ قول مشہور صوفی حضرت بایزید بسطامی (وفات ۹۰۳ء) کا ہے جس کا مطلب ہے کہ سبحان اللہ میری شان کتنی بڑی ہے۔ بسطامی کا یہ قول وحدت الوجود کے نظریے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ صوفی شعرا کے کلام میں بسطامی کے اس قول کا عام طور پہ ذکر ملتا ہے ؎

بیخودی دی ترج وحدت والی جھڈاں اچانک آندے
آ دریا حیرت دے اندر ٹپ ٹپ غوطے کھاندے
سبحانی ما اعظم شانی سچّی حرف الاندے

۱۳ روزِ الست:۔ روزِ الست سے مراد وہ دن ہے۔ جب خُدا نے سب روحوں سے پوچھا تھا" الست بربکم"۔ یعنی کیا میں تمہارا رب ہوں۔ اور سب روحوں نے جواب دیا تھا۔" بلیٰ" یعنی ہاں۔ اِس واقعے کا ذکر قرآنِ مقدس کی سورۃ اعراف آیت: ۱۷۲ میں کیا گیا ہے۔

۱۴ لِمَنِ الْمُلک:۔ یہ قرآنِ مقدس کی آیت کا حصّہ ہے:

لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار۔ سورۃ مومن ۱۶

ترجمہ:" کس کا راج ہے اس دن؟ اللہ کا ہے۔ جو اکیلا ہے۔ دباؤ والا"۔ یہاں اس دن سے مراد روزِ قیامت ہے اور یہ سوال قیامت کے روز خدا مخلوق سے کرے گا اور پھر اس کا جواب بھی دے گا۔ قرآن میں یہ سب ذکر موجود ہے۔ خواجہ فریدؔ فرماتے ہیں ؎

بنسی خوب بتایاں باتاں
بجھڑے راز انوکھیاں گھاتاں
گم تھیاں کوڑیاں ذات صفاتاں
لمن الملک دا دورہ آیا

۱۵۔ انحد (انہد): یہ تصوف کی ایک اصطلاح ہے۔ جس سے مراد صدائے قلب ہے۔ جب کوئی سالک ریاضت کے بعد بزرگی کے ایک اعلےٰ مرتبے پہ فائز ہو جاتا ہے۔ تو اسے اپنے دل سے ایک خاص آواز سنائی دیتی ہے۔ جسے انحد کہا جاتا ہے خواجہ فریدؔ اس واردات قلب کا ذکر یوں کرتے ہیں ؎

انحد مُرلی شور مچایا

ے الحد بین بجا من ہوئیں : رادل جوگی لٹیاں لٹیاں

۱۶۔ فی انفسکم :۔ یہ قرآن مقدس کی اس آیت کا حصہ ہے۔ وفی انفسکم افلا تبصرون

ترجمہ: اور خود تمہارے اندر (نشانیاں ہیں) کیا تم کو سوجھ نہیں۔ الذاریات ۲۱

صوفیاء کرام اس آیت سے وحدۃ الوجود کے نظریے کا اثبات کرتے ہیں۔ خواجہ فرید کے ہاں اس کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

"وفی انفسکم" بھیت بتاوے: "نحن اقرب" بین بجاوے

"لو دلیتم" گیت سناوے: لفظ انا الحق بولے

۱۷۔ صفا و مروہ :۔ مکہ معظمہ کی دو پہاڑیوں کے نام ہیں۔ یہ مسجد الحرام کے نزدیک ہی واقع ہیں۔ قرآن مقدس میں ان کا ذکر یوں ہے ان الصفا والمروہ من شعائر اللہ۔ یعنی "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں"۔ البقرہ ۱۵۸

صفا کعبے سے جنوب کی طرف ہے اور مروہ شمال کی طرف۔ ان دو پہاڑیوں کے درمیان سات سو چھیاسٹھ گز ایک بالشت کا فاصلہ ہے اب ان کے گرد مکانات بن گئے ہیں اور ان پہاڑیوں کے صرف نشان رہ گئے ہیں۔ حاجی ان پہاڑیوں کے درمیان سات دوڑیں لگاتے ہیں۔ بیدل نے اپنے کلام میں مختلف جگہوں پر ان کو علامتی طور پر استعمال کیا ہے۔

۱۸۔ موتوا قبل الموت :۔ یہ ایک حدیث ہے جس کا مطلب ہے "مرنے سے پہلے مر جاؤ" یعنی زندگی میں اپنی نفسانی خواہشات اور انا کا خاتمہ کر دو۔ صوفیاء کی تعلیم میں اس کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ بچل ؎

اندر باہر ہکو ہویوں موتوا قبل مریچے (سچل)

۱۹۔ وھو معکم :۔ یہاں قرآن مقدس کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔

وَھُوَ معکم این ما کُنتُم (حدید ۴)

ترجمہ:۔ اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں تم ہو

صوفیاء اپنے نظریۂ وحدت الوجود کی تائید میں اس آیت کو پیش کرتے ہیں۔ اس لئے ان کے کلام میں بار بار اس کا ذکر ملتا ہے سچل سرمست کہتے ہیں ؎

وھو معکم رمز اشارت روز ہیں دلدار دے

اندر ہکو باہر ہکو صورت لکھ ہزار دے

خواجہ فریدؒ کہتے ہیں ؎

نحن اقرب راز انوکھا ؛ وھو معکم طیا سوکھا

سمجھ سنجانو عالم ہوکا ؛ ہے ہر روپ میں عین نظارہ

۲۰۔ شیخ صنعان: شیخ صنعان کو پیرِ صنعان بھی کہا جاتا ہے۔ صوفیاء کرام کی شاعری میں ان کا ذکر عام ملتا ہے خواجہ فریدؒ کہتے ہیں ؎

کہتا منصوری تے طیفوری ؛ کہتا سرمد صنعانے

حافظ شیرازی فرماتے ہیں ؎

گر مُرید راہِ عشقی فکرِ بدنامی مکن

شیخ صنعاں خرقہ رہن خانۂ خمار داشت

روایت ہے کہ آپ کے سات سو مرید تھے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی (۱۰۷۸ء تا ۱۱۶۶ء) کی بد دُعا سے آپ ایک عیسائی لڑکی پر عاشق ہو گئے۔ اور اسلام سے منحرف ہو گئے۔ لیکن آخر کار غیبی ہدایت سے راہِ راست پر واپس آ گئے۔ اس سے زیادہ آپ کے حالات نہیں ملتے۔ بیدلؔ کے کلام کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صوفیا کے ملامتیہ فرقہ سے تعلق رکھتے تھے۔

؎ شاہ حُسن دا ڈیکھ تجلیٰ ؛ چھوڑیندا صنعان مُصلیٰ

خوک چریندا خان ؛ عرش اتے ڈیج قدم دھریندا

شیخ صنعان جیہے کمال نوں ؛ جٹیاں گل میرایا

پیرِ طریقت خوک چراوے ۔ گل دے وچ زنّار

۲۱۔ لیلیٰ: وادیٔ نجد کے امیر عبداللہ کی لڑکی تھی۔ جسے بنو عامر قبیلے کے قیس المعروف "مجنوں" سے محبت ہو گئی۔ شادی نہ ہو سکنے کے غم میں گھل گھل کر مر گئی۔ ڈاکٹر طٰہٰ حسین نے اس رومان کو غلط قرار دیا ہے۔ شعراء نے لیلیٰ مجنوں کے عشق پر مثنویاں لکھی ہیں۔ سرائیکی میں محمد بخش نوروز (وفات ۱۹۱۷ء) کی مثنوی بڑی مرقع و مسجع ہے ؎

تھئی لیلیٰ فارغ خوف کنوں وچ گاہ بگاہ بیار ملے

نہیں نہر دے دردیوار ملے کڈیں ساحل سبزہ زار ملے

کڈیں درد وں نال نظارہ ملے کڈیں کولھو باگھنگار ملے

کڈیں ماہ دوماہ آسانگ بھیوے کڈیں ول ول ہفتہ وار ملے

جڈاں یار دی سک نہ یار ڈہوں پھر کیوں ہو توں تکرار ملے

ادہیں تانگھ والے خوشحال رہن توڑے موجھ دا ملکھ اپنار ملے

آہیں لکھن معشوق کنوں توڑے طرح طرح دا آزار ملے

اہو زیو رحال نہ ڈانوں ہے جیڑھا یوتا ازل دا بار ملے

کیوں چھوڑ ونجے در باکوئی جب یار دا منت دیدار ملے

نوروز سجھیم دد رہودن جب گل لگ لگ غنچوا ملے

بعض شعراء کے کلام میں لیلیٰ علامت کے طور پر استعمال ہوتی ہے خواجہ فرید (۱۸۴۱ء تا ۱۹۰۱ء) اپنے وجودی فلسفے کو اس علامت کے ذریعے یوں ظاہر کرتے ہیں ؎

مجنوں کارن لیلیٰ ہو کر ـ سو سو ناز ڈکھایا

۲۲۔ لَن ترانی: ـ یہ قرآنِ مجید کی ایک آیت کا حصّہ ہے جس کا مطلب ہے تو مجھ کو ہرگز نہ دیکھے گا ـ سورہ اعراف ۱۴۳ میں اس کا ذکر موجود ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے خدا کا جلوہ دیکھنے پر اصرار کیا تو خدا نے اسے یہی جواب دیا بیدلؔ کے ہاں اس واقعے کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

"ارنی ارنی" موسیٰؑ کہندا ـ لن ترانی سوز بخش بھندا
روح اللہ فلک تے رہندا ـ احمد نوں سر سجھا یوئی

۲۳۔ من خدا: ـ یہ قول فرید الدین عطار (۱۱۱۹ء تا ۱۲۲۹ء) کا ہے ـ جو اس کے نظریہ وحدت الوجود کی طرف اشارہ کرتا ہے ـ پورا قول یوں ہے ؎

من خدایم، من خدایم، من خُدا
فارغم از کینہ کبر و ہوا

۲۴۔ وحدت: ـ یہاں وَحْدت سے مراد نظریۂ وحدت الوجود ہے ـ اس نظریے کو "ہمہ اوست" کا نظریہ بھی کہتے ہیں پنجابی کے صوفی شعراء کے ہاں یہ نظریہ بہت مقبول رہا ہے ـ سچل سرمستؒ اور خواجہ فریدؒ اس کے بڑے پرچارک رہے ہیں مسلمانوں میں اسے شیخ اکبر محی الدین ابن عربی (۱۱۶۵ء تا ۱۲۴۰ء) نے رواج دیا ـ اس کے نزدیک اس نظریے کا خلاصہ یہ ہے ـ "وجود ایک ہے اور وہی موجود ہے ـ اور یہ وجود اللہ کا ہے ـ دوسری چیز فقط اس کا مظہر ہے ـ لہٰذا عالم اور اللہ یک دگر ہیں ـ عالم محض اس کی صفات کی تجلّی ہے عالم من حیث ہی برائے نام غیر حقیقی وہمی وجود ہے ـ جو خارج میں موجود ہے ـ موجود صرف خدا ہے ـ عالم یا کثرت کا وجود صرف تجلیات وحدت کے ساتھ ہے"

بعض علماء کے خیال میں وحدت الوجود کا نظریہ ہندو مذہب کے نظریہ "ویدانت" سے مستعار لیا گیا ہے ـ اور بعض علماء اسے خالص ایرانی نظریہ سمجھتے ہیں ـ اور اسے

مانی تحریک (۲۴۲ء) سے ملاتے ہیں۔ مگر کچھ اور علماء اسے نو فلاطونیت یعنی اشراقی تعلیم کی صدائے بازگشت قرار دیتے ہیں لیکن مسلمان صوفیا اس کو خالص اسلامی نظریہ سمجھتے ہیں۔

فیروز الدین منصور کا خیال ہے کہ وحدت الوجود کا تصور اس زمانے میں مقبول ہوتا ہے جب حکومت کی بنیادوں کو مضبوط بنانے کے لئے بادشاہ پرانے جاگیرداروں کے ساتھ رابطہ پیدا کرکے اپنی بادشاہت کو مقامی یا قومی بادشاہت بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب حاکم اور محکوم کی تہذیبیں ایک دوسرے پر اثر انداز ہونے کے ساتھ ایک نئی مشترکہ تہذیب کی صورت میں نشو ونما پاتی ہیں اتحاد اور یک جہتی کے جذبے کو ابھارنے کیلئے اس زمانے میں وحدت الوجود کا ہتھیار موثر ثابت ہوتا ہے۔ جب بغاوتوں جنگوں اور دشمنوں کے حملوں سے کسی شاہی خاندان پر زوال کے بادل چھا جاتے ہیں تو عالم کی بے ثباتی کے ساتھ مردہ دل رہبانیت کے جذبے کو ابھارنے میں تسکین پاتے ہیں اور وحدت الوجود کی بنیادوں پر تصوف کا رجحان پرورش پاتا ہے۔ سچل سرمست (۱۷۳۹ء تا ۱۸۲۷ء) کے ہاں یہ نظریہ ان الفاظ میں ملتا ہے ؎

میں خدا، خدائی، اپنی خود وچ آپ ہوسے\
ایہہ سب حسن اساڈا ہویا جیں وچ اگھڑ ہوسے\
چار مکان رہے وچ کھتاں، کتھے مکان کتوسے\
لامکان، مکان اساڈا سچل نام گیوسے

خواجہ فریدؒ کے ہاں یہ نظریہ یوں ملتا ہے ؎

جو کچھ ہے ظاہر بر ملا ؛ جاناں ہیں کیویں ماہوا\
مرشد محقق دچ وچا ؛ ہمہ اوست دا پڑھا سبق

۲۵۔ کاشی متھرا:۔ کاشی اور متھرا ہندوؤں کے مقدس مقامات ہیں۔ متھرا جسے بندرابن بھی کہتے ہیں۔ سری کرشن کی جائے پیدائش ہے۔ بنج بھاشا میں کہی ہوئی خواجہ فرید کی ایک کافی میں ان مقامات کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

کاشی متھرا پراگ بر مائش ہیش\
سب ہی اپنے بھیس کیوں بدلیں جائی

۲۶۔ صوفی:۔ یہاں صوفی سے مراد سندھ

کے معروف بزرگ شاہ عنایت اللہ شہید ہیں۔ آپ کے والد کا نام مخدوم فضل اللہ تھا آپ جھوک میراں پور میں ۱۶۵۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۷۱۷ء میں آپ کو شہید کر دیا گیا شہادت کے وقت آپ کی زبان پہ یہ شعر تھا۔

ے رہانیدی مرا از قیدِ ہستی

جزاک اللہ فی الدین خیرا

۲۷۔ یوسفؑ: حضرت یوسفؑ حضرت یعقوبؑ کے بیٹے تھے۔ آپ کے سوتیلے بھائیوں نے ایک دن رقابت کی وجہ سے آپ کو کنوئیں میں ڈال دیا۔ ایک قافلہ وہاں سے گزرا۔ اور آپ کو نکال کر عزیز مصر کے ہاں بیچ دیا۔ عزیز مصر کی بیوی جو شاہ طیموس کی بیٹی تھی۔ آپ پہ عاشق ہوگئی اور جنسی تعلق قائم کرنے کی خواہش کی۔ لیکن آپ نے انکار کر دیا۔ مگر اس نے مخالفت کی وجہ سے آپ کو جیل بھجوا دیا۔ کافی مدت بعد آپ جیل سے باہر آئے اور ملک کا انتظام آپ کے سپرد ہوا۔ پھر بھائیوں اور والدین سے ملاقات ہوئی زلیخا سے بھی نکاح کیا۔ قرآن مقدس میں آپ کے قصے کو احسن القصص کہا گیا ہے۔ سرائیکی میں مولوی احمد یار۔ احمد تونسوی اور عبدالحکیم اُچوی نے یوسف زلیخا کے رومان کو مثنوی کے قالب میں ڈھالا ہے۔

۲۸۔ امامان: یہاں امامان سے مراد امام حسنؓ اور خصوصاً امام حسینؓ ہیں جو کربلا کے مقام پہ ۶۸۰ء میں یزید اوّل کی فوجوں سے مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے۔ سرائیکی میں امام حسینؓ کی شہادت کے بارے میں بے پناہ کلام موجود ہے۔ جسے مرثیہ کہا جاتا ہے۔ سرائیکی مرثیے میں مضطر ملتانی۔ غلام حیدر فدا۔ گل محمد عاشق ملتانی۔ مولوی محمد رمضان بہار ملتانی۔ اور ارشاد عباسی نے کافی نام پیدا کیا ہے۔

۲۹۔ شمس الحق: شمس الحق سے مراد اس نام کا کوئی بزرگ ہے جنہوں نے ایک غیر مستند روایت کے مطابق اپنے قول قُم باذنی سے ایک مردے کو زندہ کر دیا۔ علماء نے اس پہ غیر شرعی فعل کا فتویٰ دیا۔ اور ان کی کھال اتارنے کا حکم

ہوا۔ جس کی تعمیل میں انہوں نے خود اپنی کھال اتار کر دے دی۔ بیدلؔ کے کلام سے پتہ چلتا ہے کہ شمس الحق سے مراد شمس تبریزی (اصل نام شمس الدین وفات ۱۲۴۷ء) ہے ؎

تم باذنی شمس تبریزی کنوں اظہار ہے
من خدا دتع موزج مستی منطق عطار ہے

شمس تبریزی جو مولانا جلال الدین رومی (۱۲۰۴ء تا ۱۲۷۳ء) کے مرشد تھے' کی زندگی میں ایسا واقعہ نہیں ملتا۔ بعض لوگوں کے مطابق یہ واقعہ ملتان میں ہوا ہے بہرکیف کے صوفی شعراء کے نزدیک شمس الحق کو ایک واصل باللہ بزرگ کی حیثیت حاصل ہے۔ خواجہ فریدؔ کے ہاں ان کا ذکر یوں ملتا ہے ؎

شمس الحق دی کھل لہوایو۔ سرمد سر کپوایا

۳۰۔ شیریں۔ شیریں اور فرہاد کا رومان کافی مشہور ہے۔ مختلف زبان کے شاعروں نے اس پر مثنویاں لکھی ہیں۔ اس رومان کا تعلق ایران قدیم سے ہے۔ روایت کے مطابق شیریں پر ایران کے بادشاہ اور نوشیروانِ عادل کا پوتا خسرو پرویز عاشق تھا۔ یہ خسرو پرویز وہی ہے۔ جس نے پیغمبرِ اسلام کے دعوت نامے کو پھاڑ دیا تھا۔ اور آپ کی گرفتاری کا حکم جاری کیا تھا۔ شیریں کو فرہاد نامی ایک کوہکن سے محبت تھی۔ خسرو پرویز نے فرہاد سے جان چھڑانے کیلئے اسے کوہ بیستون سے دودھ کی نہر کھودنے کو کہا تھا۔ تاکہ شیریں کے باغ کو سیراب کیا جا سکے۔ فرہاد علاقے کے گڈریوں کی مدد سے نہر کھودلایا۔ خسرو پرویز نے اس پر ایک بڑھیا سے کہا کہ وہ فرہاد سے جاکر کہے کہ شیریں فوت ہوگئی ہے۔ جب بڑھیا نے یہ خبر فرہاد کو سنائی۔ تو فرہاد نے اپنا تیشہ سر میں مار کر خودکشی کر لی۔ شیریں کو جب اس کا علم ہوا تو اس نے بھی خودکشی کر لی۔

اس رومان کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔ جن میں تضاد

پایا جاتا ہے۔

ایک روایت کے مطابق شیریں خسرو پرویز کی بیوی تھی۔ اس کی وفات کے بعد قباد نے شیریں سے جو اس کی سوتیلی ماں تھی شادی کرنا چاہی لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اس پر قباد نے اس کی اور اس کے بیٹوں کی جائیداد ضبط کر لی۔ شیریں نے ایک چال چلی۔ اور قباد سے کہا کہ ہماری جائیداد واپس کر دو۔ میں شادی کر لوں گی۔ قباد نے جائیداد واپس کر دی۔ پھر شیریں نے اپنی جائیداد غریبوں میں تقسیم کر دی اور اپنی انگوٹھی کے نگینے میں زہر چھپا کر پرویز کی قبر پر گئی۔ اور خودکشی کر لی

بعض لوگوں کے خیال مطابق شیریں کا نام میری MARY تھا۔ اور بعض کے خیال میں آیرین IRENE۔ عیسائی مورخین شیریں کو عیسائی ظاہر کرتے ہیں۔ ایران و ترکی کے افسانہ نگار اسے قیصر روم کی لڑکی ظاہر کرتے ہیں۔

خسرو نے فرہاد سے کہا تھا کہ وہ کوہ بیستون کو کاٹ کر چشمے کا رخ بدل دے۔ لوگوں نے اسے دودھ کی نہر مشہور کر دیا۔ شیریں فرہاد کے رومان پر سرائیکی شعراء نے بھی مثنویاں لکھیں۔ جن میں نور محمد گدائی اور قادر بخش گلزار مشہور ہیں۔

اشاریہ

آ

آدم ۴۷-۹۵

ا

ابرو ۴۷
احمد ۴۷-۹۵-۱۲۲
اناالحق ۴۷-۵۶-۶۹-۷۱-۷۸-۹۵-۱۰۰-۱۰۶-۱۱۴-۱۲۰
الحمد ۵۵-۱۰۶
ایوب ۹۹

ب

بہشت ۸۶

ت

تبریزی ۱۰۲
تسبیح ۱۳۸
تخت لہور ۶۸
تخت ہزارا ۳۷-۴۶-۵۱-۶۶-۶۷-۷۴-۷۵-
۱۳۰-۱۴۱

جھ

جھنگ ۴۶-۶۷-۱۳۰-۱۴۰-۱۴۱

چ

چشم ۳۵-۳۷
چیچک ۴۹

ح

حج ۳۷
حلاج ۱۱۱
حور ۶۳
حیدر ۱۰۰

ر

رانجھن۔ رانجھو۔ رانجھا ۳۷-۴۱-۴۲-۴۶-۵۴-۵۸-۶۰
۶۶-۶۷-۷۰-۷۳-۷۵-۸۰-۸۷
۹۳-۹۴-۹۷-۱۰۴-۱۱۵-۱۲۹-۱۳۰
۱۳۴-۱۴۱-

رنگ پور ۳۷-۴۱-۶۰-[illegible]-۷۷-۸۷

س

سُنّی ۳۸-۵۶-۸۱-۸۶-۱۰۵

سیال ۴۶

سیالیں ۴۶-۵۱-۵۴-۵۸-۶۷

ش

شمس الحق۔ شمس ۱۰۰

شیخ ۷۶

شیعہ ۵۶-۸۱-۶-۱۰۵

ص

صفا ۶۰-۸۰

صنعان ۵۳-۶۳-۷۶

صوفی ۵۶-۶۸-۹۸-۱۱۰

ط

طور ۱۱۳

ع

عرفات ۶۰-۸۰
عطار ۶۹
علی ۵۹

ف

فرعون ۸۱

ق

قادری ۱۰۵
قاضی ۱۱۱-۱۳۸
قدوری ۳۸
قصور ۶۳
قیس ۶۴

ک

کنز ۳۸-۱۰۷

ل

لیلیٰ ۶۴

م

متھرا ۷۱
مجنوں ۸۱
مروہ ۶۰-۸۰
مسلمان ۸۶
مصلیٰ ۳۵
ملا ۱۰۷-۱۱۱-۱۲۲
منصور ۴۵-۴۹-۶۳-۶۶-۷۶-۸۲-۹۸-۱۰۰-۱۰۳-۱۰۷-۱۰۹-۱۱۷-۱۲۲
موسیٰ ۶۳-۸۱

ن

نبی ۵۹
نقشبندی ۱۰۵

نوح ۴۷

ہ

ہندو ۷۱ - ۸۶
ہیر ۴۱ - ۵۸ - ۷۳ - ۱۰۴ - ۱۰۳

ی

یوسف ۶۶ - ۹۹ - ۱۰۰
یونس ۹۹ - ۱۰۰

کتابیات

۱۔ **قرآنِ مجید** ۔ ترجمہ شاہ عبدالقادر ۔ ناشر تاج کمپنی لمیٹڈ قرآن منزل لاہور۔

۲۔ **دیوانِ فریدی** مرتبہ مولانا عزیزالرحمٰن خان بہاولپوری

۳۔ **دیوانِ بیدل** ۔۔ مرتبہ عبدالحسین شاہ موسوی باردوم ۱۹۶۱ء سندھی ادبی بورڈ۔ حیدر آباد

۴۔ **سچل سرمست** مرتبہ محمد اسلم رسولپوری ۔ بار اوّل بزم ثقافت ملتان ۔

۵۔ **سچل سرمست جو سرائیکی کلام** مرتبہ محمد صادق رانی پوری سندھی ادبی بورڈ ۔ حیدر آباد

۶۔ **ہیر وارث شاہ** مرتبہ چودھری محمد افضل خان ناشر مولا بخش کشتہ اینڈ سنز۔ تاجران کتب ۴ ٹمپل روڈ۔ لاہور

۷۔ **تقویم ہجری و عیسوی** مرتبہ ابوالنصر خالدی طبع ثانی ۱۹۵۲ء انجمن ترقی اردو کراچی

۸۔ **سندھی اردو لغت** مرتبہ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ ، ڈاکٹر غلام مصطفےٰ

بار اوّل ۱۹۵۹ء ناشر سندھ یونیورسٹی حیدرآباد

۹ ادب نامۂ ایران مقبول بیگ بدخشانی

۱۰۔ اسلامی انسائیکلوپیڈیا مرتبہ محبوب عالم ۔ سن اشاعت ۱۹۳۳ء
پتہ محبوب عالم مدیر اخبار پیسہ، پیسہ اخبار
سٹریٹ لاہور۔

۱۱۔ حیاتِ کرشن از گھبیر سنگھ، باردوم ۱۹۴۳ء
ناول ایجنسی لاہور۔

۱۲۔ دیوانِ بیکس مرتبہ عبدالحسین شاہ موسوی اشاعت اوّل
۱۹۶۵ء ۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد

۱۳۔
STYLES AND THEMES IN
THE SIRAIKI MYSTICAL
POETRY OF SIND.
DR. C SHACKLE.
BAZM-E-SAQAFAT
MULTAN

اخبار و رسائل

۱۴۔ روزنامہ امروز ملتان یکم ستمبر ۱۹۸۴ء عبدالرحمٰن پلیڈر روڈ ملتان

۱۵ ماہنامہ "ماہِ نو" دسمبر ۱۹۷۰ء دفتر "ماہِ نو" ۳۲۔ اے حبیب اللہ
روڈ۔ لاہور

and Bekas can be appreciated. It only remains to commend the praiseworthy initiative of Bazme Saqafat, Multan, in following their edition of the Siraiki poetry of Sachal Sarmast with this selection of the work of a lesser, but still interesting poet of Sind, and thereby helping a wider readership, of those who know Siraiki but are unable to read the Sindhi script, to come to a truer understanding of the richness of literary past.

NOTES.

1 I have given some instances of Bedil's typical treatment of Sachal's images in *Styles and themes in the Siraiki mystical peotry of Sind.* Bazme Saqafat, pp. 17-18, 23-24

2 Kafi no. 180 in *Divan-i Bedil* Sindhi Adabi Board, 2nd edition, 1961, p. 185, beginning.

رنگپور ساڈے روح نہ بھانے وسان رانجھو دے نال

ملاحظہ ہو صفحہ ۵ے

3 Kafi no. 280 in *Divan-i Bedil*, p. 224, beginning:

حسن بسنت بہار بیرنگی — ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۷

4 Another fine example, Kafi no. 267 in *Divan-i Bedil*, p.218 beginning :

آمے عشق عجب اوقات — ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۵

This is translated in *Styles and themes*, p. 15.

5 Kafi no. 284 in *Divan-i Bedil*, p. 226, beginning :

دم اللہ عشق کیتے میں چائی وے — ملاحظہ ہو صفحہ ۱۰۸

Then it had Abraham driven with violence into the fire,
Before, becoming a butcher, it next had Ismail alaughtered.

Later is wounded Jacob the Prophet with parting's dread brand,
As for Zulaikha it exiled poor Yusuf to Egypt.
Then it did wondrously spill the blood of Zakarya and John.

But nobody's pain could surpass the sufferings of the Imams
Pure as they were, can one ever describe the havoe unleashed on them ?
Doomsday indeed was enacted on Kerbela's plain !

Love it was later which arrested Hallaj and impaled him,
Love which had Attar beheaded and Shams ul Haq flayed.
See how Sanaan by love's law was reduced to the herding of swine !

From their bodies love parted the heads of Shah Sharaf and Sarmad,
Then on a spear did exhibit the head of the martyred Inayat
Burdened by sorrow how many true mystics departed this life!

Love filled Majnun with his terrible passion for Laila,
Love set Farhad, when parted from Shirin, to carve through the mountain.
And, Bedil, remember what sufferings love gave to Ranjha and Hir ! [5]

—★—

A short introduction to a poet's work can do more than what the reader's appetite to approach the poems in the original for themselves· My task here will thus have been accomplished if in these few pages I have succeeded in suggesting some ways in which these Siraiki poems of Bedil

and imagery, poems like this one do have a special lyrical charm. It is also worth noting that the poem is, like so many of Bedil's, rather carefully constructed, falling into neat, well-defined units, consisting of pairs of verses beginning with the quotation and illustration of the Tradition, followed by the description of the divine Beloved's wonderful appearance, than the catalogus of the newly opened flowers, before being rounded off with the poet's customarily explicit teaching, making plain the meaning of the refrain.

Probably the finest of all Bedil's *Kafis*, however, are those in which he deals with the irruptive power of divine love throughout human history. Here both his fondness for clearly articulated and symmetrical structural forms to his poems, and his tendency to dwell upon the formulations of traditional learning combine to enhance the power of his message, rather than - as quite often elsewhere - detracting from the lyrical appeal of the *Kafi*. A particularly good example of this group of poems [4] is one in which Bedil rapidly yet comprehensively describes the power of mystical love over the earlier and later Prophets, followed by the Imams, in the first half, exactly recapitulated by the description of the sufferings of the classical and local Sufi martyrs in the second, followed by those of the great lovers of Persian legend, culminating at last in the inevitable Ranjha and Hir. One could hardly hope - if one did not have the example of Khwaja Farid before one - for a more perfectly controlled expression of a ripe poetic tradition :

By God, for love was I born !
By God, in love was I reared !

Look what love did to Adam, drawing the tears from his eyes !

Holi song in 'Rup Holi', or of those in the form of a spring song in 'Rup Basant'. In the following appealing example of one of these Basant-songs, the atmosphere is entirely that of the Perso-Urdu *ghazal*, both in the distinetively Iranian details of the flora, and in the static, idealized character of the description. This, as so often in Bedil, is explicitly removed from any reference to actuality by the explicitly mystical tone of the opening, with its quotation of the well-known Tradition *ainuma tawallu summa wajhullah :*

Sea the beauty of spring - the spring of the Colourless :
The meadow has opened in bloom all around !
Himself He encouraged his lovers by saying,
'Wheresoever you turn ...
'... there is the face of your Lord' - so enjoy
The sight of the garden around !
Adorning Himself in thousands of ways,
Assuming most marvellous shapes and disguises,
The rose-bodied Lord has entered the garden,
Filling each corner with wonderful fragrance.
The flowers have all blossomed and bloomed,
The pomegranate and the mountain-ebony too,
The marigold, cypress, the jasmine, and lily,
In the wonderful spring created by love.
To stroll round the garden is useless, however,
Unless one can see the Beloved Himself.
So, Bedil, experience the scent of the spring,
And let all private awarness be gone ! [3]

Even if they cannot be claimed to rival the magical descriptions of the divine immanence in nature achieved so memorably in Khwaja Farid's *Kafis* on the coming of the rains to desert, with their exubarant use of local vocabulary

By drinking selflessness's cup,
We have beheld His glory.
Instantly by love are faith
And unfaith cast away.
Mansur's way alone is true -
All else is idle fancy.
Bedil spend your little life
In thinking 'All is Him'. [2]

It is the theosophical tone of the later verses of this poem which predominates throughout Bedil's work. This prominance, with its consciously retrospective look towards the creative teachings of the past, is itself a typical feature of the later phases of any poetic tradition inspired by a system of ideas, not just by the vagaries of human imagination, and so it tells us a good deal about the later evolution of Siraiki mystical poetry in Sind.

The other side of the coin, though, is that it is seldom easy to single out original features which are particularly characteristic of Bedil himself, rather than the tradition of which he formed part. Even his language, with its tendency towards a mixed *rekhta,* in which Siraiki is mixed with Sindhi, Punjabi, Urdu, and Hindi elements (when it does not consist of strings of Arabic and Persion nouns), perhaps already points to coming dissolution of the purely Siraiki literary tradition in Sind: it is certainly true that a complete mixture of languages is even more characteristic of the less carefully preserved verse of his son Bekas.

Nevertheless, the very search for fresh sources of inspiration outside the local lyrical conventions does sometimes produce very charming results in Bedil. This is nowhere more true than of his *Kafis* in the style of a Hindi

on the open expression and reiteration of formal Sufi teaching and traditions. The same elements are naturally given an important place in the poetry of the great masters also, but the very depth of their insights and their power to combine so many intellectual, emotional, and spiritual strands into an apparantly seamless thread-particularly in the case of Khwaja Farid - often makes their distentanglement for the purposes of a full understanding, a most difficult task. In this sense, therefore. even a rather simple and not particularly outstanding lyric of Bedil may help one to understand more clearly features of a more complex *Kafi* by Khwaja Farid, or an apparently entiraly emotional outburst of love in a poem by Sachal. And so the lesser master can truly be said to cast light on the greater.

There is particularly good illustration of this in Bedil's handling of the Hir-Ranjha legend, which is for him, as for the other poets of Sind, the legend specifically associated with Siraiki. Bedil may not take us inside the heart of Hir, as the greatest poets do when speaking through the mouth of the heroine, but he does make quite explicit the inner, mystical meaning of the legend. In the following *Kafi*, for instance, he typically leaves the local lyrical style half way through to dwell on its theosophical interpretation :

Rangpur does not please my heart,
So I will go with Ranjha !
Ranjha has since time's beginning
Been my closest friend.
In the world with no Beloved
Life has lost its points.
Takht Hazara's traveller king
Goes round in herdsmen's guise.

of course, a long association with parts of the Sufi tradition, and, both in his way of life and in the chief object of his devotion, Bekas strikingly recalls the wild attachment to the Brahman boy Madho of Shah Husain, the famous sixteenth-century Panjabi mystic poet of Lahore. In his poetry, too, with its frequent use of the language of the injured love borrowed from the *ghazal*, Bekas demonstrates his passionately emotional nature.

This is, however, most definitely not a characteristic of the much more important and abundant collection of poetry composed by his father, Bedil, who employs the emotional language of the *Kafi*, the classical Siraiki lyric, with marked restraint. Bedil is sometimes loosely referred to as the successor of Sachal Sarmast (1739-1827), who is indeed-according to an anecdote of the most suspicious authenticity alleged to have touched Bedil and said 'we are incarnated in him'. But Bedil, while following Sachal in time, and continuing the tradition of composing poetry in Siraiki that flourished in Upper Sind under the Siraiki-speaking Talpur dynasty, is better seen as a successor in word than in spirit of the great Sachal. That is to say, one encouuters phrases and expressions coined by Sachal so frequantly in Bedil that he obviously had an intimate knowledge of his predecessor's poetry: but the soaring power of Sachal at his finest was clearly beyond Bedil's much more limited range.[1]

But the depth and sincerity of Bedil's mystical devotion are never in question, and his Siraiki poems, which are considerably more numerous than his Sindhi compositions, have many points of interest and features of beauty to recommend them. Probably the most interesting feature of his poetic style as a whole is the degree to which it relies on

He earned his living, however, from his shop in Rohri, where he spent the greater part of his life when not absent on pilgrimages. As might be expected from his relatively humble birth, his numerous followers were largely drawn from the lower classes, and he did not have the close connexions with royalty that furnish the basis for many of the anecdotes related of Khwaja Farid or Sachal. So it is perhaps unsurprising that the general tone of his poetry conspicuously lacks the quality of kingly freedom which emerges, in different ways, so strongly from the *Kafis* of both masters.

The most notable feature of Bedil's way of life was his adherence to the traditional Sufi technique of seeking an emotional understanding of divine love through the adoration of beautiful boys and handsome young men.

The object of Bedil's devotion was Qazi Pir Mohd, with whom his relationship lasted from the later's boyhood for some twenty years, until his death in 1868. Bedil himself followed his companion to the grave shortly afterwords, in 1872.

One of Bedil's sons, Muhammad Muhsin (1858-1881) was also mystic poet in Sindhi and Siraiki, writing under the pen-name of Bekas. He also followed his father in attaching himself to beautiful boys, notably to the young son of a family of Hindu bankers of Rohri, called Kanhyyo. Bekas adopted a more extreme way of life than his father, and is remembered for wearing bright clothes and going about singing and dancing with his boy-friends before his early death. Such antinomian or *malamati* practices have,

in Siraiki. Their particular lustre and preciousness should not allow the surrounding ores to be cast away as so much dross, for in this way many lesser but still valuable gems will be needlessly lost. The great jewels must certainly be given their place in the centre of the richly wrought crowns of the Siraiki poetic tradition. But let the many smaller gems also be sought out, cut, and polished, so that their lesser facets may throw their individual shafts of light upon the great stones at the centre, and add to the rich glory of the diadems as a whole !

Bedil Faqir is assuredly one of the most important of the lesser lights in the southern literary tradition of Siraiki, which flourished in Sind in the eighteenth and nineteenth centuries. Born in Rohri in 1814, he was first named Abdul Qadir, and thus became coincidentally a namesake of the greatest persian poet of seventeenth - century India, Abdul Qadir Bedil of Patna, though he was later re-named Qadir Bakhsh by his father, a devout dealer in silk goods who became a disciple of a branch of Qadiri pirs descended from the martyred Shah Inayat of Jhok. Bedil was therefore raised in a home of somewhat humble social circumstances, but steeped in an atmosphere both of mystical piety and of religious learning. It is quite clear from his verse that he knew Arabic and persian well.

The crucial experience in his own mystical life came to him at Sehwan where he had been instructed to go in a dream to the great shrine of Shahbaz Qalandar. Thereafter, not only did he undertake visits and pilgrimages to most of the holy tombs and principal spiritual leaders of Upper Sind, but he also began to write the mystical poetry in both Sindhi and Siraiki for which he is now chiefly remembered.

Bedil Faqir
and the
Siraiki Poetic Tradition

by
C. Shackle

'One swallow does not make a summer', as the saying has it- Exactly the same holds good of literature, where no genuinely vital poetic tradition is bounded by the work of a single poet, however great he may truly be. It is particularly important not to lose sight of this truth when looking at literatures which are dominated by one or two outstanding figures; for it is otherwise impossible to reach a proper appreciation either of such literatures as a whole and their place in the civilization of which they form a part, or of the true rank of their greatest poets.

The general view of Siraiki literature certainly suffers from this lack of perspective. The poetry of Sufi inspiration has indeed rightly been seen as the greatest glory of classical Siraiki literature: but devotion, appreciation, and the detailed studies which spring from these have all tended to concentrate upon the greatest Sufi poets only - that is to say, on Khwaja Farid in the Siraiki-speaking heartlands, and on Sachal Sarmast in Sind. But these two are not, so to speak, isolated diamonds miraculously washed up on the shore, but rather brightest jewels to have been formed in the rich veins which constitute the twin traditions of the classic Sufi poetry